ماہنامہ

# دخترانِ اسلام

لاہور

مئی 2013ء

## علمِ نافع اور عملِ صالح قربِ الٰہی کا باعث ہے

(منہاج کالج برائے خواتین میں تربیتی نشست سے
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب)

## انقلابی جدوجہد میں خواتین کا کردار

## {فرمان الٰہی}

وَ اِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَهَا وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ○ وَاِنۡ يُّرِيۡدُوۡۤا اَنۡ يَّخۡدَعُوۡكَ فَاِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُؕ هُوَ الَّذِىۡۤ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ۔ وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡؕ اِنَّهٗ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ۔

(الانفال، ۸:۶۱۔۶۳)

''اور اگر وہ (کفار) صلح کے لیے جھکیں تو آپ بھی اس کی طرف مائل ہوجائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ بے شک وہی خوب سننے والا جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ چاہیں کہ آپ کو دھوکہ دیں تو بے شک آپ کے لیے اللہ کافی ہے، وہی ہے جس نے آپ کو اپنی مدد کے ذریعے اور اہلِ ایمان کے ذریعے طاقت بخشی۔ اور (اسی نے) ان (مسلمانوں) کے دلوں میں باہمی الفت پیدا فرما دی۔ اگر آپ وہ سب کچھ جو زمین میں ہے خرچ کر ڈالتے تو (ان تمام مادی وسائل سے) بھی آپ ان کے دلوں میں (یہ) الفت پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ نے ان کے درمیان (ایک روحانی رشتے سے) محبت پیدا فرما دی۔ بے شک وہ بڑے غلبہ والا حکمت والا ہے''۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

## {فرمان نبوی ﷺ}

عن مقداد بن اسود قال: یارسول اللہ: ارایت ان لقیت رجل من الکفار فقاتلنی فضرب احدی یدی بالسیف: فقطعھما، ثم لا ذمنی بشجرة، فقال: اسلمت للہ افاقتلہ یارسول اللہ، بعد ان قال؟ قال رسول اللہ لاتقتلہ؟ قال: فقلت یارسول اللہ انہ من قطع یدی ثم قال ذلک بعد ان قطعھا افاقتلہ؟ قال رسول اللہ لا تقتلہ فانہ بمنزلتک قبل ان تقتلة، وانک بمنزلة قبل ان یقول کلمة التی قال۔ (مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الہ الا اللہ: ۹۵، رقم: ۹۵)

''حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا) یارسول اللہ ﷺ یہ فرمائیے کہ اگر (میدان جنگ) کسی کافر سے مقابلہ ہو اور وہ میرا ہاتھ کاٹ ڈالے اور پھر جب وہ حملے کی زد میں آئے تو ایک درخت کے پیچھے آ کر یہ کہہ ڈالے اسلمت للہ (میں اللہ کیلئے مسلمان ہوگیا) تو کیا اس شخص کو کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کرسکتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تم انہیں قتل نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کیا؟ یارسول اللہ ﷺ اس نے میرا ہاتھ کاٹنے کے بعد کلمہ پڑھا تھا تو کیا میں اس کو قتل کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم اس کو قتل نہیں کرسکتے اگر تم نے اس کو قتل کیا تو وہ اس درجے پر فائز ہوگا جس پر تم اس کو قتل کرنے سے پہلے تھے (مومن) اور تم اس درجے پر پہنچ جاؤ گے۔ جس پر وہ کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا (کافر)''۔

# حمد باری تعالیٰ

یارب تیری رحمت سے گلہ کچھ بھی نہیں
کیا میرے غم دل کی دوا کچھ بھی نہیں ہے

جب تک نہ فروزاں ہو تیری یاد کی مشعل
ظلمت میں ستاروں کی ضیاء کچھ بھی نہیں ہے

رسوا سرِ بازار ہیں ہم تیرے فدائی
اب اپنی زمانے میں ہوا کچھ بھی نہیں ہے

اللہ کی مرضی پہ اثر کچھ نہیں ہوتا
یہ نالۂ شب، آہ رساں کچھ بھی نہیں ہے

اے بخشنے والے، تری بخشش کے مقابل
ہم بندوں کی تقصیر و خطا کچھ بھی نہیں ہے

یہ طرفہ تماشا ہے تری بزمِ جہاں میں
اب خلق، کرم، مہر و وفا کچھ بھی نہیں ہے

جز اس کے جو اللہ نے تحریر کرایا
افسرؔ ترے خامے نے لکھا کچھ بھی نہیں ہے

(افسرؔ ماہ پوری)

# نعت رسول مقبول ﷺ

مشعلِ سیرتِ سرکارؐ جلا رکھی ہے
شرط ہم نے بھی ہواؤں سے لگا رکھی ہے

آج بھی سرورِؐ کونین کے دیوانوں نے
عالمِ کفر میں اِک آگ لگا رکھی ہے

زلزلے آئیں تو کترا کے گذر جائیں گے
میرے سرکارؐ نے بنیادِ وفا رکھی ہے

اور ہے کون بتاؤ شہہؐ بالا کے سوا
جس نے اچھائی کی دنیا میں بِنا رکھی ہے

میں زمانے کے اصولوں کی طرف کیا دیکھوں
سامنے سیرتِ محبوبِؐ خدا رکھی ہے

صرف اور صرف ہے وہ اسمِ گرامی حضورؐ
آبرو جس نے تری دستِ دعا رکھی ہے

گرمیٔ حشر سے محشر میں رہے گا محفوظ
جسم پر جس نے شریعت کی قبا رکھی ہے

یہ بھی سرکارِ دو عالم کا کرم ہے اعجازؔ
میرے مولا نے مِری بات بنا رکھی ہے

(اعجازؔ رحمانی)

# چوبی ہتھوڑا اور جانبداری کا جام

جمہوریت سے طرز حکمرانی کے ایسے سوتے پھوٹتے ہیں جن کا مرکز و محور عوام ہوتے ہیں۔ عوام کے اپنے نمائندے ہی ملک و قوم کے مسائل کے حل کے لئے قانون سازی کرتے ہیں۔ نتیجتاً ملک مستحکم ہوتا ہے اور خوشحال عوام ترقی کے عمل کو مہمیز لگاتے ہیں۔ جمہوری ادارے اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر کام کرتے ہیں اور آئین مضبوط سے مضبوط تر ہوجاتا ہے۔ جمہوری نظام میں آئین کی بالادستی کا براہ راست تعلق اداروں کے استحکام سے ہوتا ہے۔ ادارے کمزور اور باہم متصادم ہوجائیں تو آئین موم کی ناک کی طرح بے حیثیت ہوجاتا ہے۔ آج کل پاکستان میں پائی جانے والی جمہوریت میں آئین کی باطنی ہئیت کے ساتھ کچھ ایسا ہی ہورہا ہے۔ جس روش پر ادارے چل پڑے ہیں اس میں موم کے مزید نرم ہونے کے امکانات واضح دیکھے جاسکتے ہیں۔ 1973ء کا آئین بلاشبہ ایک ایسی دستاویز ہے جس پر اس کی روح کے ساتھ عمل ہوتا تو آج وطن عزیز جمہوریت کے ثمرات کے باعث جنوبی ایشیاء میں باوقار معاشی و سیاسی مقام پر فائز ہوتا مگر افسوس ایسا نہ ہوسکا نام نہاد جمہوری اور فوجی آمریت نے ہمیشہ آئین پاکستان کا تمسخر اڑایا ہے۔ گذشتہ پانچ سال پارلیمنٹ کی بالادستی کے نام پر جو ہوا اس سے بڑھ کر آمریت کیا ہوسکتی ہے۔ وردی اور شیروانی کی ہئیت بظاہر مختلف ہے مگر پہننے والے کی سوچ میں عوامیت نہ ہوتو پھر دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

بہت پیچھے نہیں جاتے، نگران حکومت کے قیام سے قبل شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے آئین پاکستان کی بحالی کے لئے زور دار انداز میں جو کاوش کی اس سے بھونچال سا آگیا۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے مخالفت، تنقید اور بہتان طرازی کا وہ طوفان مچا کہ الامان و الحفیظ۔ اس سب کے باوجود ڈاکٹر طاہرالقادری کے ماتھے پر شکن نہیں آیا۔ انہوں نے کمال ضبط و تحمل، بردباری اور بصیرت سے اپنے موقف کو ڈٹ کر بیان کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ 30 دن کی سکروٹنی، آرٹیکل 62,63 اور 218 پر عمل درآمد، 8 جون 2012ء کی سپریم کورٹ کی ججمنٹ کا نفاذ لانگ مارچ کے اعلامیہ میں شامل تھا۔ اس کے فوری نتائج حکومت کی ہٹ دھرمی کے باعث نہ نکل سکے۔

الیکشن کمیشن کی تشکیل نو کے حوالے سے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی رٹ پٹیشن کے ساتھ جو سپریم کورٹ میں ہوا وہ عدالتی تاریخ کا سیاہ باب ہے اور اس کے منفی اثرات پاکستان پر ہمہ جہت انداز میں مرتب ہونا شروع ہوگئے ہیں جو مستقبل میں بہت زیادہ ہوں گے اور اس کی ذمہ دار اعلیٰ عدلیہ ہی ٹھہرے گی۔ قانون ٹیڑھے زاویوں

سے دیکھنے لگ جائے تو عدل و انصاف خواب بن جاتا ہے۔ دوھری شہریت کی خود ساختہ ڈھال کے ذریعے غیر آئینی الیکشن کمیشن کو تحفظ دے کر سپریم کورٹ نے بھی سیاسی پارٹی کا روپ دھار لیا تھا۔ سپریم کورٹ کا متنازعہ ترین فیصلہ لاکھوں اوورسیز پاکستانیوں کی توہین کا باعث تو بنا ہی مگر ملک کے اندر کروڑوں محبّ وطن بھی اس فیصلے پر سیخ پا نظر آئے۔ آئین پاکستان جو حق دوہری شہریت والوں کو دیتا ہے چوبی ہتھوڑے نے ایک ضرب سے اسے بری طرح پاش پاش کر دیا اور ایک دفعہ پھر ثابت ہوگیا کہ آئین کی تشریح کرنے والوں نے جانبداری کا جام نوش کیا ہو تو اس کے اثرات فیصلہ لکھنے والے قلم تک بھی پوری آب و تاب سے پہنچتے ہیں۔ پاکستان کی ایک سیاسی پارٹی کے رہنما نے عدالتی فیصلے سے دو دن قبل ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی نیت کے حوالے سے جو بیان دیا سپریم کورٹ کے فیصلے میں بھی اس کی واضح بو صاف محسوس ہوئی۔ چیف جسٹس آف پاکستان کی سربراہی میں تین رکنی بینچ نے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی نیت پر شک کی آڑ میں ایک لفظ سنے بغیر رٹ خارج کر کے غیر آئینی الیکشن کمیشن کو بچالیا۔ یہ فیصلہ پاکستان میں جمہوریت کے نام پر مستقبل میں ہونے والی تمام تر بربادیوں کا ذمہ دار ٹھہرے گا۔

غیر آئینی الیکشن کمیشن کو بچا کر نگران حکومت کا بوجھ بھی 85 سالہ کھوسو کے کندھوں پر ڈال دیا گیا۔ چیف الیکشن کمشنر کی ضعیفی کیا کم تھی کہ یک نہ شد دو شد۔ سنائی، دکھائی اور سجھائی دینے کی تمام تر صلاحیتوں سے عاری افراد ہی سیاسی جھرلو پھیرنے کے لئے موزوں ہوسکتے تھے۔ خدا جانے دو بوڑھے اپنی عاقبت خراب کرنے پر کیسے آمادہ ہیں سنا ہے کہ اس عمر میں ترجیحات میں خدا خوفی کو پہلا نمبر مل ہی جاتا ہے مگر اقتدار کا مزا تو بڑھاپے میں بھی نوجوانی کا احساس لے آتا ہے۔ اس لئے اس عمر میں بھی ایمان کا ڈول جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔

سکروٹنی کے نام پر آئین کے آرٹیکل 62 کا جو حشر کیا گیا۔ اخلاقی گراوٹ کی پاتال میں اتر کر جس طرح کے سوالات کئے گئے اس پر یقیناً ریٹرننگ آفیسرز کو سخت سے سخت سزا دی جانی چاہئے۔ انہوں نے آنے والی جعلی اسمبلی کو آئین کے آرٹیکل 62,63 کو ختم کرنے کا جواز فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ آرٹیکل 63 پر ریٹرننگ آفیسرز کی مجبوری سمجھ میں آتی ہے کیونکہ نیب، ایف آئی اے، ایف بی آر اور سٹیٹ بینک آف پاکستان نے سکروٹنی کے دوران ڈیفالٹرز کی لسٹیں الیکشن کمیشن کو دانستہ مہیا نہیں کی تھیں کیونکہ لٹیروں کو بچانا طے شدہ ایجنڈے کا حصہ تھا۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مک مکا الیکشن کمیشن کی اصطلاح متعارف کروائی تو بہت سوں کو اس سے اختلاف ہوا مگر موجودہ کرپٹ نظام کے تحت ہونے والی ''سیاسی کرامات'' نے واضح کر دیا کہ شیخ الاسلام کی سیاسی بصیرت کا گراف بھی دیگر شعبوں میں ان کے کارہائے نمایاں کی طرح بلند ترین ہی ہے۔ جعلی ڈگری والوں کی نااہلی کا مژدہ آنے لگا تو محسوس ہوا کہ الیکشن کمیشن کی غیرت جاگ اٹھی ہے مگر ریٹرننگ آفیسرز کے فیصلوں کو عدالتی ٹربیونلز نے

ہوا میں اڑا کر شیخوں، دستیوں ''صالح'' اور اشرافیہ کے سروں کی تاج شخصیات کو پارلیمنٹ میں پہنچنے کا پروانہ دے کر ثابت کردیا کہ سب کچھ By Design ہورہا ہے۔ راجا رینٹل کا لقب پاکر بھی اگر نااہلیت کا دھبہ بیک جنبش قلم دھل جائے تو پھر پاکستان پر راج کرنے والی ''اصلی'' جمہوریت کا قائل ہونا ہی پڑتا ہے۔

عدلیہ اور الیکشن کمیشن کی چھتری تلے سکروٹنی کا جو حشر ہوا۔ آرٹیکل 218 کی کلاز 3 کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ 8 جون 2012ء کی ججمنٹ کو دوبارہ ردی کی ٹوکری کی زینت بنایا گیا، اس کے بعد پاکستان میں کونسا آئین بچا ہے اور کون سا ادارہ؟ آئین و قانون کی بالادستی قائم رکھنے کے ذمہ دار ادارے خاموش رہیں تو ان کی مجبوری سمجھ میں آتی ہے شاید وہ احسان کا بدلہ چکا رہے ہیں مگر اس ملک کی سلامتی اور استحکام کے لئے بنائے گئے ادارے کی برداشت سمجھ سے بالا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ سوچ گہری تر ہوجائے تو یقیناً فیصلے کمزور ہوجاتے ہیں۔ حقیقی جمہوریت کے قیام کا عزم سچا ہے تو پھر مصلحت کیسی؟

فیصلے کا وقت انتخابات سے قبل تھا، نظام انتخابات میں پائے جانے والے سقم دور کرلئے جاتے۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے لانگ مارچ میں اٹھائے جانے والے اہم نکات کو عزت و وقار دے کر رہنما اصول وضع کرلئے جاتے، اعلیٰ عدلیہ الیکشن کمیشن کے آگے غیر آئینی انداز میں ڈھال نہ بنتی، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی طرف سے آئین کی بالادستی کے لئے کی جانے والی عظیم کاوش کو ناجائز ہدف تنقید بنانے کی بجائے ان کا دست و بازو بنتا تو 11 مئی کو ہونے والا الیکشن ملکی استحکام اور عوامی خوشحالی کا سورج لے کر طلوع ہوتا مگر ابھی عوام کے مقدر میں ذلت و رسوائی اور اندھیروں میں رہنا ہی لکھا ہے اہم ترین اداروں کی طرح عوام کے شعور کا گراف بھی 5 سال بعد بھی جمود کی گوند سے چپکا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

پاکستان عوامی تحریک کے 11 مئی کو پورے انتخابی نظام کو مسترد کرنے کے لئے ہونے والے دھرنے پاکستان کی سیاسی صورتحال کے تناظر میں نہایت ہی صائب فیصلہ ہے۔ پولنگ ڈے کو انتخابی نظام کے خلاف برسوں سے گھر بیٹھے رہنے والوں کے لئے بہترین موقع ہے کہ وہ ملک بھر میں ہونے والے دھرنوں میں شرکت کرکے ملکی اداروں اور پوری دنیا کو یہ پیغام دیں گے کہ پاکستان کا دشمن کوئی اور نہیں یہ انتخابی نظام ہے جو عرصہ سے جسد پاکستان کے ساتھ جونکوں کی طرح چپک کر اس کا خون چوسے جارہا ہے۔ اب ان جونکوں کو سیاسی شعور کی بیداری کے ساتھ وطن عزیز کے جسم سے الگ کرنا ہی قومی فریضہ ہے جسے ہر فرد نے انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری سمجھ کر ادا کرنا ہے۔

# علم نافع اور عمل صالح قربِ الٰہی کا باعث ہے

## منہاج کالج برائے خواتین میں تربیتی نشست سے

## شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: صاحبزادہ محمد حسین آزاد — معاونت: ملکہ صبا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معزز قائدین تحریک، اساتذہ کرام، معلمات اور عزیز طالبات۔ آپ تمام بیٹیاں اس مشن کی بیٹیاں ہیں جو اس کالج میں پڑھ رہی ہیں آپ میری آنکھوں کا نور ہیں۔ اس مشن میں میرا حوصلہ ہیں، میرا سہارا ہیں، اس مشن کی عزت اور اس کا مستقبل ہیں اور مصطفوی انقلاب کا ہراول دستہ ہیں۔ اس لئے میں آپ سب کو کثرت سے تسلیمات و دعا کے ساتھ پیار کرتا ہوں اور دنیا و آخرت کی برکت و سعادت کے لئے دعا گو ہوں۔

چند ضروری باتیں سمجھانا چاہتا ہوں کیونکہ آپ سب میری بیٹیاں ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے علم پر بھی محنت ہو اور علم آپ کا علم نافع بنے اور اس علم میں نور ہو، اندھیرا نہ ہو، تاریکی نہ ہو اور علم میں نور صرف اس شرط پر آتا ہے اگر اس کے ساتھ عمل صالح، زہد، ورع اور تقویٰ ہو۔ علم کے ساتھ ادب، زہد اور تقویٰ شامل نہ ہو تو اس علم اور صاحب علم کا حال ایسا ہوتا ہے جیسے کتابوں کا انبار گدھے کی پشت پر لاد دیا جائے۔ وہ بہت سی کتابیں اٹھا کر سفر تو کرتا ہے مگر وہ کتابیں بوجھ ہوتی ہیں۔ اس بوجھ سے زیادہ اسکے لئے کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

علم دو طرح کا ہے ایک وہ علم جو نور پیدا کرتا ہے۔ ایک وہ علم جو تاریکی پیدا کرتا ہے۔ اگر علم میں للّٰہیت ہو، خالص اللہ کے لئے ہو اور اس نیت سے حاصل کیا جائے کہ اس سے اللہ کا قرب ملے، اس کی رضا ملے، یاد رکھیں یہ رضا اور قرب اللہ کی محبت کے سوا حاصل نہیں ہوتا۔ ایک قاعدہ ہے کہ جس کو جس سے محبت نہیں ہوتی اس کو اس کا قرب نہیں ملتا اور اگر محبت کے بغیر قرب مل جائے تو وہ بے فیض و بے برکت ہوتا ہے جیسے ابوجہل و ابولہب اور کفار و مشرکین کو جسمانی قرب اس قدر ملا کہ جہاں حضور ﷺ کا گھر تھا انہیں گلیوں میں ان کا بھی گھر تھا تو کفار و مشرکین آتے جاتے دیکھتے تھے یا نہیں؟ دن میں کئی بار آمنا سامنا ہوتا اور ملاقات ہوتی۔ ایک ہی گلی کوچہ میں رہائش ہو اور آتے جاتے دیکھنا بھی ہو تو ظاہری اعتبار سے زیادہ قرب اور کیا ہوسکتا ہے۔ پھر

یہ لوگ کفارو مشرکین بھی کعبۃ اللہ میں جاتے تھے اور جب تک آقا ﷺ مکہ مکرمہ میں رہے آقا ﷺ بھی جاتے تھے۔ دروازہ بھی ایک تھا جس سے آتے جاتے تھے (باب بنی قریش)، باپ دادا بھی اوپر جا کر پردادا میں مل جاتے تھے۔ اب اس سے زیادہ ظاہری و جسمانی قرب ہوسکتا ہے لیکن اس قرب کا انہیں کوئی فائدہ پہنچا؟ نہیں ہرگز نہیں ابولہب کے لئے آیت اتری۔

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّo (اللھب، ۱۱۱:۱)

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ ہو جائے (اس نے ہمارے حبیب پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی ہے)''۔

میں سمجھانا یہ چاہتا ہوں اور اس سے خاص نقطہ یہ اخذ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایمان سے محروم تھے اور ایمان کیا ہے؟ قلبی تصدیق کا نام ہے یعنی دل کا کسی کو مان لینا، کسی کی طرف راغب ہوجانا، کسی کی تصدیق کرنا، کسی کی طرف جھک جانا، کسی کا ہوجانا۔ آقا ﷺ پر ایمان نہ ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ دل کو قرب نہیں تھا۔ جسمانی، جغرافیائی، مکانی اور ظاہری اعتبار سے قرب تھا مگر باطن بعید تھا۔ اصل میں باطن کا ہی قریب و دور ہونا ہوتا ہے۔

ادھر یمن کے رہنے والے اویس قرنیؓ ہیں وہ کبھی آقا ﷺ سے ملے ہی نہیں اور آقا ﷺ کا زمانہ پانے کے باوجود ظاہری قرب بھی نہیں ملا مگر چونکہ باطن جڑا ہوا تھا۔ لہذا آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ یمن میں ایک اویس رہتا ہے تم دونوں ملنے جانا اور کہنا میری امت کے لئے دعا کریں۔ اتنا باطنی قرب کیوں ملا؟ کہ محبت نے دور رہ کر بھی جوڑ دیا۔ کتابوں میں بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ جس کی سند تو صحیح نہیں ہے مگر کتابوں میں روایت آئی ہے۔ ممکن ہے درست بھی ہو۔ بعض اوقات ایک واقعہ لکھا جاتا ہے جس کی سند صحیح نہیں ہوتی مگر سند صحیح ہونے کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ سرے سے وہ واقعہ ہی غلط ہے۔ اس کے صحیح ہونے کا امکان باقی رہتا ہے۔ لہذا محبت نے اتنا جوڑ دیا تھا کہ جب خبر ملی کہ آقا ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوگیا ہے تو انہوں نے پتھر سے اپنا دانت بھی توڑ دیا۔ یہ کیوں کیا؟ کیونکہ محبت چاہتی ہے جیسا میرا محبوب ہو ویسا ہی میں بھی ہوں حتیٰ کہ محبوب کا دانت کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا ہے تو میرا بھی ٹوٹا ہوا ہو، محبوب جو کھاتا ہے میں بھی وہ کھاؤں، محبوب جو پہنتا ہے میں بھی وہ پہنوں، وہ جس طرح بولتا ہے میں بھی ویسا ہی بولوں، وہ جس کو پسند کرتا ہے میں بھی اس کو ہی پسند کروں۔ محبوب جنہیں ناپسند کرتا ہے میں بھی انہیں ناپسند کروں، محبوب کو جو طریقے اچھے لگتے ہیں بس میں بھی انہی طریقوں پر عمل کروں اور محبوب کو جو طریقے اچھے نہیں لگتے ان سے نفرت کروں اور محبوب جس طرز زندگی سے راضی ہے مرجاؤں مگر اس طرز زندگی کو نہ چھوڑوں اور جس طریقے کے طرز عمل اور طرز زندگی سے نفرت ہے ایسی نفرت میں بھی کروں کہ اس راستے کی

طرف میں نہ دیکھوں۔ اس حوالے سے ایک شعر ہے۔

ے کعبہ بنتا ہے جس طرف کو ریاضؔ — رخ جدھر کو وہ موڑ دیتے ہیں
اور جس طرف وہ نظر نہیں آتے — ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں

یہ محبت کے تقاضے ہیں۔ اب ہم یہاں جمع ہیں، ہم نے مشن بنایا، آپ کے لئے درسگاہ بنائی، تربیت گاہ بنائی اس لئے کہ اس جگہ سے اللہ اور رسول ﷺ کے قرب کا راستہ کھلے اور اس راستے کی سواری کا نام محبت ہے۔ اگر آپ گھوڑے یا اونٹ پر چڑھ کر بیٹھ جائیں اور کچھ نہ کریں تو کیا گھوڑا چلے گا اس گھوڑے کی سواری آپ کو منزل پر پہنچانے کے لئے تب کام آئے گی جب آپ اس کی لگام ہاتھ میں رکھیں گے۔ سواری کو کنٹرول لگام کرتی ہے۔ اس لگام کا نام اتباع ہے۔ اس طرز عمل کی جو آپ کے محبوب نے آپ کو دیا ہے اور وہ گاڑی جو آپ کی سواری ہے اس گاڑی کا نام محبت ہے جو محبوب کے گھر تک لے جائے گی۔ پھر جب آپ اس راستہ پر جا رہے ہوں گے تو کئی گلیاں راستہ میں آئیں گی۔ کچھ ادھر کچھ ادھر، کچھ دائیں کچھ بائیں جانے والی ہونگی۔ اگر آپ نے وہ راستہ ترک کر دیا اور دائیں بائیں چل نکلے تو کبھی منزل پر نہیں پہنچیں گی۔ لہذا جب منزل پر پہنچنا ہو تو ایک جانب ایک راستہ پر چلتے ہیں اور دائیں بائیں کے راستوں کو نہیں دیکھتے۔ چاہے وہ جتنے بھی اچھے کیوں نہ ہوں، وہ سب شیطانی راستے ہوتے ہیں۔ یہ تمہیدی بات اس لئے سنائی کہ آپ نے سیدھے راستے پر جانا ہے۔

مزید وضاحت کے لئے حضرت رابعہ بصریؒ کا واقعہ سناتا ہوں۔ آپ سفر میں تھیں، ایک مقام پر ایک ولی اللہ ملے وہ ولی اللہ ابتدائی درجے کے ہوں گے۔ اس نے مل کر آپ کے آداب بجا لائے اور کہا کہ میں دور سے آیا ہوں اور مجھے للہ آپ سے بڑی محبت ہے۔ جب اس نے دعویٰ محبت کیا تو رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا نے تھوڑی دیر رک کر کہا اچھا! دیکھ۔ اللہ نے تیرے دل میں میری محبت ڈالی ہے اور تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ آپ نے کبھی میری بہن کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا اوہو! آپ کہاں پھرتے رہے میری بہن اتنی حسین و جمیل ہے کہ اس کے حسن کو کوئی دیکھ لے تو وہ دیوانہ ہو جائے۔ وہ بہت حسین ہے میں تو کچھ بھی نہیں، اس نے پوچھا کدھر ہے تو فرمایا کہ دیکھ میری دائیں طرف پیچھے کھڑی ہے۔ اس نے ایک دم ادھر مڑ کر دیکھا تو رابعہ بصریؒ نے اسے زور سے تھپڑ مارا اور کہا کہ دعویٰ محبت مجھ سے اور مڑ کر کسی اور کو دیکھ رہا ہے۔ اگر مجھ سے محبت ہوتی تو مڑ کر کسی حسین تر کو کیوں دیکھتے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو کسی اور چیز کا منتظر و متلاشی ہے۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ بیٹیو! جب اللہ اور رسول سے محبت کا سبق سیکھنے آئیں تو پھر ایک راستہ رکھیں اور دائیں بائیں کے سارے راستے چھوڑ دیں اور جو دائیں بائیں گھور کر دوسرے راستوں کو دیکھتے ہیں وہ کبھی منزل پر نہیں پہنچتے۔

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصریؒ اپنے بھائی کے ساتھ سفر میں تھے تو دیکھا کہ ایک نوجوان کو چھوٹے چھوٹے بچے پتھر مار رہے تھے۔ آپ ان کے قریب گئے اور کہا کہ یہ جوان تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا پھر تم کیوں اسے پتھر مار رہے ہو؟ بچوں نے کہا کہ یہ پاگل و مجنوں ہے۔ پوچھا کیسے پاگل ہے؟ بچوں نے کہا یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کو دیکھتا ہوں۔ اللہ کا جلوہ اور نظارہ کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ذوالنون مصریؒ نے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑا اور کان میں کہا کہ یہ کام کا آدمی لگتا ہے آؤ اس سے اکیلے میں اس کا حال معلوم کرتے ہیں۔ وہ اسکے قریب گئے اور کہا اے جوان! یہ تمہیں کہتے ہیں تم پاگل اور مجنوں ہو۔ اس نے کہا ہاں زمین والوں کے لئے پاگل ہی ہوں مگر آسمان والوں کے لئے پاگل نہیں ہوں، یعنی زمین والے دیوانہ جانتے ہیں مگر آسمان والے فرزانہ جانتے ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا یہ تمہیں پاگل کیوں کہتے ہیں؟ کیا تم دعویٰ کرتے ہو کہ میں اللہ کا نظارہ کرتا ہوں؟ اس نوجوان نے ہنس کر جواب دیا۔ ''عاشقوں کی نظر سے اللہ اوجھل ہی کب ہوتا ہے''۔ یعنی میں تو ہر وقت اُسی کو تکتا رہتا ہوں۔

حضرت ذوالنون مصریؒ نے جب اسے یہ کہتے سنا تو آپ کی چیخ نکل گئی اور اسے ایک طرف لے گئے اور کہنے لگے یہ تو بتا کہ اس محبوب خالق کے ساتھ تیرا تعلق کیسا ہے؟ یعنی اس کے ساتھ آپ کا حال کیا ہے؟ (بیٹو! آپ عہد کریں جو جملہ آگے آنے والا ہے آج کے دن کے بعد اس جملے پر آپ پابند ہو جائیں گی۔) جب حضرت ذوالنون مصریؒ نے اس نوجوان سے پوچھا اس مالک کے ساتھ تیرا حال اور تعلق کیا ہے؟ تو اس مجنوں اور عاشق نوجوان نے جواب دیا کہ ''جس دن سے اس کو جان لیا ہے اور میری اس کے ساتھ شناسائی ہوگئی ہے اس دن سے اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کی''۔ (اب آپ سب اس جملے کو اپنے دل سے اور باری تعالیٰ کا جو عشق ہے اسے تصور میں لاکر جواب دیں کہ شناسائی اس درجے کی نہ سہی مگر رہنمائی تو ہوگئی ہے۔ کوئی ایسی ہے جو کہے کہ رہنمائی بھی نہیں ہوئی۔ رہنمائی ہوگی تو شناسائی ہوگی اور اگر شناسائی سے پہلے بیوفائی شروع ہو جائے تو کیا وہ بیوفاؤں کے دل میں آتا ہے اور جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے یعنی کوئی ایسے کام کرتا ہے جس سے اللہ نے منع فرمایا ہو تو اس کی بیوفائی ہوگی یا وفاداری ہوگی۔ لہٰذا اگر آپ اپنے اندر اللہ کی وفا شامل کرلیں تو پھر آپ میری بیٹیاں نور بن جائیں گی۔) جب وہ جوان حضرت ذوالنون مصریؒ کو بتا چکے کہ جب سے اس سے شناسائی ہوئی ہے اس سے بیوفائی نہیں کی تو انہوں نے پوچھا کہ جوان ایک سوال کا جواب اور دے دے یہ بتا کہ اس سے شناسائی کب سے ہوئی ہے؟ کتنا عرصہ ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ ''جب سے اس نے میرا نام مجانین (پاگلوں) میں لکھ دیا ہے تب سے میں اس کو جاننے لگا ہوں''۔ یعنی وہ پاگلوں میں نام لکھتا ہی اس وقت ہے جب لوگ اس سے شناسا ہو جاتے ہیں اور جو اس کا شناسا ہوتا ہے وہ دنیا کے طور طریقوں کو چھوڑ دیتا ہے۔

ایک اور جگہ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے موقع پر ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا کہ

دوران طواف میں نے ایک نوجوان دیکھا اور وہ اللہ والا تھا (دنیا میں اس کے جتنے ولی اور مقرب بنے ان کا سفر جوانی سے ہی شروع ہوا۔ آپ کی ابھی یہی عمر ہے بیٹے! اس عمر سے گزر جائیں گی تو پھر پچھتائیں گی کہ زندگی بیکار ہوگئی مگر کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ ابھی آپ کا وقت ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ سے بہتر اور کوئی شے نہیں ہے۔ جدھر گھوم پھر کر دیکھو اس راستے سے بہتر کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ لہذا توبہ کرلو اور آج سے عہد کرلو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بیوفائی نہیں کروگی)۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں میں نے دیکھا وہ مفلوک الحال جوان طواف کررہا تھا۔ مجھے اس کی حالت پر رحم آیا۔ طواف کے دوران دوڑ کر میں اس کے بالکل قریب ہوگیا اور جب کندھے سے کندھا ملا تو جو درہم و دینار اسے دینے کے لئے میں نے ہاتھ میں بند رکھے تھے نکال کر تیزی سے اس کے ہاتھ میں دیئے کہ وہ لے لے مگر اس نے انہیں پکڑنے کی بجائے میرے ہاتھ کو پکڑ لیا اور مجھ سے پوچھا کیا کررہے ہو؟ میں نے کہا کہ آپ کا خستہ حال دیکھا ہے۔ سوچا کہ حاجت مند ہوں گے۔ آپ کا لباس پھٹا ہوا ہے، چہرے پر فاقے کے آثار ہیں، میں نے یہ حالت دیکھی تو مجھے دکھ ہوا اور سوچا کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ آپ کو دے دوں کہ آپ اپنی ضروریات پوری کرلیں۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے روک لیا اور کہا کہ دنیا تو دنیا جنت الفردوس میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو کچھ بنایا ہے اس کی ساری متاع اگر کوئی مجھے لاکر دے اور کہے یہ حالت بیچ دو، اس جنت اور اس کے مال و متاع کے عوض تو میں پھر بھی یہ حال نہیں بیچوں گا اور تم چار درہم کے عوض میرا یہ حال خریدتے ہو۔ تمہیں کیا خبر مجھے اس حال میں کیا ملتا ہے؟

اس جوان نے جنت کے عوض بھی یہ حالت نہیں بیچی۔ اب ذہن میں سوال آتا ہے کہ وہ حالت کیا تھی؟ اس حالت کو کہتے ہیں ''التعلق مع اللہ'' جب بندے کا قلب و باطن اللہ سے جڑ جاتا ہے تو اس کا رشتہ اس سے جڑ جاتا ہے۔ وہ دنیا میں رہتا ہے چلتا پھرتا ہے۔ ادھر ادھر جاتا ہے، مختلف کام کرتا ہے۔ دنیا اور مخلوق میں پھرتا ہے۔ جسم اس کا ادھر ہوتا ہے مگر قلب اس کا اللہ کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ اللہ کی مجلس میں رہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ تعلق دائمی ہوجائے تو پھر وہ تو ساری کائنات کے عوض بھی یہ حال نہیں بیچتا۔ آج آپ کے پاس آنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ کو نصیحت کروں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ تعلق کو جوڑ لو اور باقی خواہشات، شہوات، دنیا کی ہر شے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دور لے جانے والی ہے اسے چھوڑ دو۔ ہر روز تہجد کے لئے اٹھیں، یہ اللہ سے تعلق جوڑنے کے لئے بہترین ہے۔ کتنا اچھا ہو کہ رات کے اندھیرے میں ہر بیٹی نیند چھوڑ کر مصلیٰ پر کھڑی ہو، نفل پڑھے، رورہی ہو اور اللہ سے اللہ کو مانگ رہی ہو۔

اس سے آپ اندازہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کتنا راضی ہوگا کہ ہر بیٹی پورے ہاسٹل میں اور گھروں میں رات کو مصلیٰ پر کھڑی رورہی ہو۔ دنیا کی خواہشیں، شہوتیں، گندی چیزیں، گندی رنجشیں، گندی محبتیں جو جہنم میں لے

جانے والی ہیں ان کو ٹھوکر مار کر اپنے پاؤں کے نیچے کچل دیں۔ سب اللہ کی ہو جائیں۔ آقا ﷺ کی ہو جائیں۔ بولئے اچھا سودا ہے یا برا۔ بیٹیو! چند سال کی زندگی یہاں رہنے کو ملی ہے یہ زندگی پلٹ کر نہیں آئے گی۔ بعد میں آپ اس زمانے اور اس وقت کو ترسیں گی۔ یہ وقت یہ زمانہ پلٹ کر نہیں آئے گا۔ اس زمانے میں آپ اللہ والیاں ہو جائیں۔ رسول والیاں ہو جائیں۔ اپنے اندر نور بھر لو، تقویٰ بھر لو، زہد و ورع بھر لو۔ میری اس نصیحت کو کیسٹس میں ساری زندگی سنتی رہیں۔ امی ابو کو بھی گھروں میں جا کر سنائیں۔ اپنی سہیلیوں کو سنائیں اور ان کو سنائیں جنہیں اس سودے کی طلب ہے۔ نماز تہجد سے آپ کے اندر طہارت آئے گی، تقویٰ آئے گا، پرہیزگاری آئے گی، نور آجائے گا، بیٹے! آپ کے بشری پیکر، نور سے بھر جائیں گے۔ اللہ پاک آپ کو صالحات کے زمرے میں شامل کر دے۔ قبل اس کے آپ یہاں سے جائیں بڑی منزلیں پا کر جائیں۔ پانچ چیزیں اپنے اندر پیدا کر لیں۔ علم، ادب، تقویٰ، عبادت اور اخلاق۔ بالخصوص اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کے لئے میں نے آپ کو یہاں بلایا تھا کہ یہاں آ کر یہ سبق سیکھیں ورنہ دنیا میں اور بہت جگہیں ہیں آپ وہاں چلی جائیں مگر جب یہاں آئی ہیں تو اپنی زندگیوں میں نور بھر کر واپس جائیں۔ میں یہاں ہوتا ہوں یا کہیں بھی کعبۃ اللہ کے سامنے ہوں یا آقا ﷺ کے در اقدس میں، اللہ گواہ ہے آپ کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ اللہ پاک آپ پر ہمیشہ اپنا فضل و کرم کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے۔ چونکہ آپ بھی میری روحانی اولاد ہیں اور آپ کی عزت و عظمت کی حفاظت بھی میرے ذمے ہے لہذا میں آپ کی اجازت سے چند پابندیاں عائد کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ آپ تمام بیٹیاں تنہا سفر نہیں کریں گی کیونکہ ہم دور فتن سے گزر رہے ہیں۔ لہذا آپ جب بھی سفر کریں تو اپنے باپ، بھائی، ماں یا بڑی بہن کے ساتھ سفر کریں۔ ہم آپ کی باجیوں کو بھی تنہا کہیں نہیں بھیجتے۔ لہذا میں آپ کے بارے میں بھی اسی طرح سے فکرمند رہتا ہوں آپ سب کو قبول ہے اگر کسی کا جائز عذر ہو تو اس کے بارے میں پرنسپل کی ہدایات پر عمل کریں۔

۲۔ تمام بیٹیاں انٹرنیٹ Living Room میں استعمال کریں۔ یہ بہت معلومات فراہم کرتا ہے۔ اس کے استعمال کی اجازت دیتے ہیں مگر اکیلے اپنے کمروں میں نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہمیں آپ پر یا کسی پر اعتماد نہیں مگر بات صرف تربیت کی ہے۔ آپ کی عمر ایسی ہے کہ اس میں تربیت کی اشد ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آپ تمام بیٹیاں راضی رہیں اپنے اندر ولایت کے آثار پیدا کریں۔ میں آپ کی زندگیوں میں عبادت کا نور، معرفت کا نور اور تقویٰ کا نور دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی اگلی زندگی آسان ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے اور نیکی و تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆☆☆

دوسری قسط

سیرت صحابیاتؓ

# ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

انتخاب: راضیہ نوید

ماریہ اور سیرین کا تعلق مصر کے ضلع انصا کے ایک گاؤں حفن سے تھا، ان میں سے اول الذکر خاتون نہایت حسین و جمیل، گوری رنگت، گھنگھریالے گھنے بالوں اور گٹھے ہوئے جسم کی مالک ہونے کے علاوہ قدرت نے انہیں حسن باطن سے بھی خوب نوازا تھا۔ ان کا پورا نام ماریہ قبطیہ بنت شمعون المصری تھا اور قبطیہ ان کی قومی نسبت تھی۔

ان خواتین کے ہمراہ ان کا بوڑھا ماموں زاد یا چچا زاد بھائی مابور بھی تھا تاکہ وہ بہنوں کی ضروریات کا سامان بہم پہنچانے میں مدد دے۔ تحائف میں اونٹ کے علاوہ ایک سفید رنگ کا خچر جو دلدل کے نام سے مشہور تھا، ایک نیزہ، بیس قد کا لباس، حضور اکرم ﷺ کے لئے ایک خلعت اور ہزار مثقال سونا شامل تھا۔ آپ ﷺ کے علاوہ شاہ مقوقس نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو تحفتاً سو مثقال سونا اور پانچ کپڑے دیئے تھے۔

اگلے روز چار نفوس پر مشتمل چھوٹا سا قافلہ سوئے مدینہ منورہ روانہ ہوا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی انتہائی کوشش تھی کہ وہ اپنے آقا و مولا ﷺ کی امانتیں جلد سے جلد حاضر خدمت ہو کر پہنچادیں لیکن خواتین کی ہمراہی کی وجہ سے وہ اس برق رفتاری سے چل نہیں سکتے تھے جیسی انہوں نے مصر آتے ہوئے اختیار کی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ ان دونوں خواتین کا بے حد ادب و احترام کرتے اور انہیں کسی نوع کی تکلیف نہ ہونے دیتے تھے۔ یہ مختصر سا قافلہ منزلوں پہ منزلیں طے کرتا ہوا روز افزوں مدینہ منورہ کے قریب تر ہوتا جا رہا تھا، دوران سفر جہاں کہیں قیام ہوتا تو موقع محل کی مناسبت سے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ماریہ، سیرین اور ان کے بھائی مابور کے سامنے اسلام کی حقانیت اور محاسن بیان کرتے اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں بھی بتاتے تھے۔ بالخصوص دونوں خواتین بڑے غور سے باتیں سنتی تھیں اگر کسی مقام پر کوئی بات سمجھنے میں دشواری محسوس کرتیں تو استفسار کر لیتی تھیں۔ وہ رفتہ رفتہ سمجھنے لگی تھیں کہ دین اسلام ہی وہ دین ہے جو حق ہے اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ ہی صرف عبادت کے لائق ہے اور اس کے رسول اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے میں شبانہ روز سرگرم عمل ہیں۔

آخر کار کئی دنوں کی طویل مسافت کے بعد یہ چھوٹا سا قافلہ حدود مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی سوچ رکھا تھا کہ خواتین کو کہاں لے جا کر ٹھہرانا ہے لہذا آپ سیدھے حضرت ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ معزز خواتین کو وہاں ٹھہرانے کے بعد آپ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اس وقت وہاں عاشقان رسول ﷺ کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں ہو، وہاں پر موجود حضرات نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو راستہ دے دیا۔ انہوں نے اپنے محبوب و آقا و مولا ﷺ کے قریب پہنچ کر نہایت ادب و محبت سے سلام عرض کیا اور شاہ مقوقس کا خط نکال کر پیش خدمت کیا اور کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! خبیث مقوقس نے اپنی بادشاہت کی وجہ سے بخیلی کی حالانکہ بادشاہت باقی نہیں رہے گی''۔

محبوب اللہ ﷺ نے مقوقس کے خط کی طرف دیکھا اور اسے کھولے بغیر ہی بتادیا کہ اس میں کیا لکھا ہے اور پھر حضرت ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے جب ماریہ اور سیرین نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو ادب سے کھڑی ہوگئیں اور جب آپ ﷺ بیٹھ گئے تو وہ بھی مودب بیٹھ گئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

دوران سفر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی باتوں سے دونوں بہنیں دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، حضور اکرم ﷺ کی رسالت اور اسلام کی حقانیت کی مداح ہوچکی تھیں لہذا ماریہ نے نہایت ہی ادب سے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! میں، اللہ اور آپ پر برضا و رغبت ایمان لاتی اور مسلمان ہوتی ہوں''۔

اور یہی الفاظ ان کی بہن سیرین نے کہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سماعت فرمایا تو بے حد مسرور و شاداں ہوئے، مسلمان ہونے کی دیر تھی کہ ماریہ، ماریہ سے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور صحابیہ رسول بن گئیں اور صحابیہؓ ہونے کا مرتبہ ان کی بہن کو بھی مل گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے خداداد حسن و جمال میں ایمان کے نور نے شامل ہوکر اسے چار چاند لگادیئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے مشہور صحابی و شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضرت سیرین قبطیہ رضی اللہ عنہا عطا فرمادی جن کو وہ اپنے حبالہ عقد میں لے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نہایت صابرہ و شاکرہ تھیں۔

جب مابور کو قبول اسلام کی دعوت دی گئی تو اس نے عرض کی:

''حضور (ﷺ)! میں چند دن مزید اس دعوت پر غور و خوض کرنا چاہتا ہوں''۔

وہ دین نصرانیت پر ہی قائم رہا لیکن چند دنوں کے بعد از خود بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوکر خلعت

اسلام سے سرفراز ہوا اور صحابی رسول ﷺ ہونے کا شرف پایا۔

اس مقام پر پہنچ کر میرا قلم از خود رک گیا، سوچوں کی زنجیروں نے میرے دل و دماغ کو جکڑ لیا، نظروں کے سامنے وہ مندرجات گردش کرنے لگے جو حضرت ماریہ قبطیہ المصری رضی اللہ عنہا کی بارگاہ نبوت ﷺ میں حیثیت متعین کرنے کے سلسلہ میں مختلف کتب میں بکھرے پڑے ہیں۔

''خاندان نبوت'' میں ص۲۸۳ اور ۵۱۶ پر حضرت ماریہ قبطیہ المصری رضی اللہ عنہا کو ام المومنین لکھا ہے۔ ص۵۱۹ پر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ان کے نکاح کا ذکر کیا ہے لیکن باندیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

''مدارج النبوت'' ج۲ ص۸۴۰ پر رقم ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ملک یمین کے تحت ان میں تصرف فرمایا۔

''طبقات ابن سعد'' ج۱ ص۱۹۱ پر ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ملک یمین کی حیثیت سے اپنے پاس رکھا۔

''سیرۃ الرسول'' ص۵۵۰ پر درج ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا شمار آپ ﷺ کی لونڈیوں میں ہوتا تھا لیکن بیٹے کی ولادت سے آپ ﷺ کی نظر میں ان کا رتبہ کنیزی سے بڑھ کر زوجیت کے درجے تک پہنچ گیا۔

''سیر الصحابہ'' ج۶ حصہ ۱۲ ص۲۹۴ پر ہے کہ گو وہ کنیز تھیں لیکن ازواج کی طرح آپ ﷺ نے ان کو پردے میں رہنے کا حکم دیا اور ص۲۸۷ پر مرقوم ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئیں جبکہ ان کی بہن حضرت سیرین قبطیہ المصری رضی اللہ عنہا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں آئیں۔

''ضیاء النبی'' ج چہارم ص۲۰۲ پر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو کاشانہ نبوت کی زینت بننے کا شرف بخشا۔

''حیات ام المومنین'' ص۷۹۔۸۰ پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے عنوان کے تحت آخر میں ۱۲ نمبر پر حضرت ماریہ قبطیہ المصری رضی اللہ عنہا کا ذکر بحیثیت ام المومنین کے ہے اور لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو شرف زوجیت سے سرفراز فرمایا اور حضرت سیرین قبطیہ رضی اللہ عنہا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

''سیرت النبی'' ج۱ ص۴۴۳ پر لکھا ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئیں، یہ خواتین لونڈیاں نہ تھیں، اسلام قبول کر چکی تھیں اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا ہوگا نہ کہ لونڈی کی حیثیت سے آپ ﷺ کے حرم میں آئیں۔

میں سخت تذبذب کا شکار تھا کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو حبیب خدا ﷺ کی باندی سمجھوں یا زوجہ، یہ فیصلہ کرنا مجھ جیسے بے بضاعت و کم علم شخص کے لئے جسے دین اسلام کی ابجد سے بھی واقفیت نہیں، بے حد دشوار و کٹھن مرحلہ تھا۔

مختلف النوع سوالات کے ہجوم نے مجھے اپنے نرغے میں لے رکھا تھا۔ چنانچہ اس ضمن میں استمداد

رہنمائی کے لئے میری نظر انتخاب حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی پر پڑی جن کا میں غائبانہ طور پر بے حد مداح ہوں۔ میں نے انہیں نو سوالات پر مشتمل ایک خط ۳۱ مارچ ۲۰۰۳ء کو ارسال کیا لیکن شاید ان کی عدیم الفرصتی میرے خط کا جواب دینے میں آڑے آئی، بارگاہ خداوندی میں بھی بہ صمیم قلب دعا کی کہ وہ مجھ پر حق روشن فرمادے۔

بہر کیف اس حقیقت سے مفر نہیں کہ اسلام نے نہ صرف ہر اس برائی کو جس سے انفرادی و اجتماعی زندگی میں فساد برپا ہوتا اور آخرت برباد ہوتی ہو، مٹانے کی تلقین کی ہے بلکہ عملاً اس کی بیخ کنی کے اقدام کے لئے ترغیب دی ہے اور اس پر بے حد اجروثواب کا مژدہ سنایا ہے۔

عرب معاشرے میں جہاں اور بے شمار برائیوں نے چہار اکناف پنجے گاڑ رکھے تھے، وہاں عورتوں اور مردوں کو لونڈی و غلام بنانے کی لعنت نے بھی ہر سو ڈیرے ڈال رکھے تھے اور دوسری اشیاء کی طرح ذی روح انسانوں کو بھی بازار میں لاکر فروخت کردیا جاتا تھا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو آزاد پیدا فرمایا ہے لیکن لوگوں نے انہیں غلام بنالیا ہے''۔

لہذا دین اسلام نے دنیا سے غلامی کی لعنت کے خاتمہ کے لئے مرکزی کردار ادا کیا۔ بات بات پر غلام آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی، سیر و تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بے شمار غلاموں کو آزاد کیا اور یہ اسلام کی ہی مساعی و رحمت و برکت کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا میں غلامی کی لعنت کا وجود یکسر ختم ہوچکا ہے۔

اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو اسلام میں جنگی قیدیوں کو لونڈی غلام بنانے کی عام اجازت نہیں ہے بلکہ اس کو ایک خاص ضرورت کے تحت بوجہ مجبوری جائز کیا گیا ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج۴ ص۵۱) دراصل جو کافر جہاد میں قید ہوکر مال غنیمت سے تقسیم کئے جائیں، صرف انہیں کو لونڈی یا غلام بنایا جاتا ہے اور یہ بھی اس صورت میں مباح کیا گیا ہے جب فریقین میں جنگی قیدیوں کا تبادلہ کا رواج نہ ہو۔ (شرح صحیح مسلم ج۴ ص۴۸)

لونڈی اور غلام کی اس تعریف کے ہم آہنگ اگر غلامی کے اسباب پر بھی طائرانہ نظر ڈال لی جائے تو حقیقت حال روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے اس کے درج ذیل پانچ اسباب ہیں:

۱۔ کسی شخص کا نسلاً غلام ہونا۔

۲۔ میدان جہاد میں جو کافر قید کئے گئے، ان کے مردوں کو غلام اور عورتوں کو باندیاں بنانا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور غلامی سے باغی اور منحرف تھے اس لئے بطور سزا کے انہیں اللہ تعالیٰ کے بندوں کا غلام بنادیا گیا پھر جب امیر لشکر انہیں مجاہدین میں تقسیم کرے گا تو جن مجاہدین کے حصہ میں آئیں گے، اس شخص کے غلام قرار پائیں گے اسی طرح میدان جنگ میں پکڑی جانے والی عورتیں جن کے حصہ میں آئیں گی، ان کی باندیاں ہوں گی یا مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال روانہ کیا جائے گا۔ اس حصہ میں سے سلطان

جس شخص کو جو قیدی تقسیم کرے گا وہ اس کے غلام اور باندی ہوں گے۔

۳۔ کسی شخص سے غلام یا باندی کو خرید لیا جائے۔

۴۔ ان کا ہبہ

۵۔ ان کی وراثت (شرح صحیح مسلم ج۴ص۴۷)

غلام و باندی کی تعریف اور اسباب غلامی کی روشنی میں دراصل حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا پر باندی کے لفظ کا اطلاق ہی نہیں ہوتا لیکن متذکرہ بالا کتب کے مصنفین کی نگارشات سے دو قسم کے مکاتب فکر کا اظہار ہوتا ہے۔ پہلے مکتب فکر کے خیال میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی حیثیت ایک باندی کی تھی اور دوسرے مکتب فکر کی رائے میں آپ رضی اللہ عنہا، حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں شامل تھیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان پر دو مکاتب فکر کے خیالات پر مزید غور و پرداخت کرلیا جائے تاکہ آپ رضی اللہ عنہا کی حیثیت کے بارے میں کسی نوع کا ابہام و اشکال نہ رہے۔

فرض کریں کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ایک باندی کی حیثیت سے رہیں تو اس ضمن میں درج ذیل نکات پر تعمق کی ضرورت ہے:

اول: محبوب کبریا، راحت انس و جاں، رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرت مبارکہ، اسوہ حسنہ اور مکارم اخلاق لعل و گوہر کی طرح چمک دار، اجلے اور گلاب کے تازہ پھولوں کی طرح مشک بار ہیں جن کی چمک دمک اور خوشبو تا قیامت بلکہ اس کے بعد تک برقرار رہے گی۔ آپ ﷺ کی یہ شان تھی کہ غیر مسلم افراد کے ساتھ بھی ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق برتاؤ روا رکھتے تھے۔ اگر کسی قبیلے کا سردار شرف ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوتا تو اس کو ایسی ہی عزت دی جاتی جس کا وہ اہل ہوتا تھا۔

حضرت صفیہ بنت حیی اور حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا غزوات میں مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی تھیں، باندیوں کے زمرے میں آتی تھیں لیکن خاندانی لحاظ سے عالی مرتبت تھیں، ان سے سلوک بھی ویسا ہی روا رکھا گیا، ان پر کسی نوع کا جبر نہیں کیا گیا، ان کے سامنے دو باتیں رکھی گئیں ایک یہ کہ اگر وہ اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہتی ہیں تو انہیں آزاد کردیا جائے گا اور وہ واپس جاسکتی ہیں اور دوسری یہ کہ مسلمان ہوکر حضور اکرم ﷺ کے حبالہ عقد میں آجائیں۔ ہر دو خواتین نے آپ ﷺ کی غلامی و زوجیت کو قبول کیا اور امہات المومنین کے زریں تاج کو اپنے سروں پر سجایا۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اپنی قوم قبط میں عظیم المرتبت تھیں، شاہ مصر نے انہیں نبی آخرالزماں ﷺ کی خدمت عالیہ میں تحفتاً بھیجا تھا، وہ بجا طور پر توقع کرتی ہوں گی کہ ان کے ساتھ ویسا ہی

سلوک روا رکھا جائے گا جس کی وہ اہل ہیں۔ ان پر باندی کی تعریف لاگو نہیں ہوتی تھی اور اب جبکہ وہ نہ صرف مسلمان بلکہ صحابیات میں شامل تھیں تو ان کو شرف زوجیت بخش کر عملاً غلامی ختم کرنے کا نمونہ پیش کیا ہوگا۔

دوم: ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے لئے جن خواتین کا انتخاب فرمایا، وہ ہر لحاظ سے آپ ﷺ کے اہل تھیں۔ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ رب کریم نے آپ ﷺ کو علم غیب بھی عطا فرمایا تھا لہٰذا آپ ﷺ کو علم ہوگا کہ شاہ مصر نے جس قبطی خاتون کو میرے پاس بھیجا ہے اس کے بطن سے میرا بیٹا تولد ہوگا۔

عرب معاشرے میں ایک آزاد عورت اور باندی کے بیٹے میں فرق رکھا جاتا تھا باندی کے بیٹے کو اتنی عزت کی نظر سے دیکھا نہیں جاتا تھا جتنا آزاد عورت کے بیٹے کو۔ حضرت اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

''کیا آپ نے نبی ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا؟''

انہوں نے کہا: ''وہ بچپن میں فوت ہوگئے۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا مقدر ہوتا تو آپ ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا''۔ (بخاری شریف ج۲ ص۹۱۴/ شرح صحیح مسلم ج۶ ص۴۲۶)

لہٰذا حضور اکرم ﷺ کا صاحبزادہ ہو اور باندی کا بیٹا کہلاتا یہ ماورائے سوچ ہے۔

سوم: بنی اسماعیل کا آغاز ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زوجہ اطہر حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہوا جن کا تعلق قوم قبط سے اور شاہ مصر کی بھیجی ہوئی تھیں اس کا اختتام سیدالانبیاء حضرت محمد ﷺ کے صاحب زادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پر ہوا جن کی والدہ بھی قبطی اور شاہ مصر کی بھیجی ہوئی تھیں اور ان کی حیثیت ایک باندی کی ہو ممکن نہیں۔

چہارم: یہ انسانی فطرت ہے کہ اگر دو بہنوں میں سے ایک کسی بڑے آدمی اور دوسری کسی غریب مرد کے نکاح میں آئیں تو لامحالہ نفسیاتی طور پر دوسری پہلی کی نسبت مختلف الجھنوں اور پریشانیوں کا شکار ہو جاتی ہے۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی بہن تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور وہ خود رحمۃ للعالمین ﷺ کے پاس بحیثیت باندی کے زندگی بسر کریں اس لئے یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح نہیں فرمایا ہوگا، ویسے تو ہر مسلمان مرد ہو یا عورت، حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کے غلاموں کے غلام اور باندی بننے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

پنجم: شرح صحیح مسلم ج۶ ص ۲۳۸ پر حدیث نمبر ۶۳۷۱ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم عنقریب مصر کو فتح کرو گے، یہ وہ سرزمین ہے جہاں قیراط بولا جاتا ہے جب تم اس سرزمین کو فتح کرو تو وہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کا حق اور رشتہ ہے۔ یا فرمایا ان کا حق اور سسرالی رشتہ ہے۔ رشتہ سے مراد یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حاجرہ رضی اللہ عنہا مصر سے تھیں اور سسرالی رشتہ سے مراد یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کے صاحب زادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بھی مصر سے تھیں''۔

حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر کس کی مجال ہے کہ کسی سے حسن سلوک کر سکے۔ درحقیقت تمام حسن سلوکوں نے آپ ﷺ کے حسن سلوک سے جنم لیا ہے۔ لہذا یقیناً آپ ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو زوجہ بنا کر رکھا ہوگا نہ کہ باندی۔

ان حقائق کی روشنی میں ہمارا عقیدہ، عقیدت، عقل اور عشق رسول کریم ﷺ اس بات کو تسلیم کرنے سے گریزاں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو زوجہ نہیں باندی بنا کر رکھا ہوگا۔

دوسرے مکتب فکر کا کہنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہ المصری رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور وہ ام المومنین ہیں۔ لہذا اس پہلو پر بھی قدرے غور و تحقیق کرنے سے صورت حال آئینہ کی مانند شفاف ہو سکتی ہے۔

اسلام میں عورت نکاح مسنونہ سے مرد پر حلال اور بغیر نکاح کے حرام قرار پاتی ہے، اسلام نے عورت کو قعر مذلت سے نکال کر مسند عزت و توقیر پر بٹھایا اور بے حد حقوق دیئے ہیں لیکن اسے باندی بنا کر رکھنا جس سے بغیر نکاح کے جنسی تعلق قائم کرنا درست ہو، عورت کی عزت نہیں ہے۔ دشمنان اسلام تو اسکی مخالفت کرتے اور باتیں بناتے ہیں لیکن اکثر مسلمانوں کے ذہنوں میں بھی یہ سوال اکثر کلبلاتا رہتا ہے کہ اسلام جو دین فطرت ہے کس طرح اجازت دے سکتا ہے کہ چار عورتیں نکاح سے رکھ لی جائیں اور بغیر نکاح کے جتنی مرضی عورتوں کو باندیاں بنا کر رکھ لیا جائے۔

(بشکریہ کتاب ''ازواج الرسول امہات المومنینؓ، مصنف: نواز رومانی)

☆☆☆☆☆

# انقلابی جدوجہد میں خواتین کا کردار

اسماء اسلام

عورت اپنے ہر رنگ اور روپ میں کائنات کا حسن اور قدرت کا قیمتی تحفہ ہے۔ وہ ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے روپ میں کائنات کا ایسا رنگ ہے جس کے بغیر کائنات انسانی کی ہر شے پھیکی اور ماند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو اس کا محافظ اور سائبان بنایا ہے مگر عورت اپنی ذات میں ایک تناآور درخت کی مانند ہے جو طوفانی ہواؤں اور جھکڑوں کی زد میں آکر بھی نہایت ہمت اور حوصلے سے ثابت قدم رہتی ہے اور ہر قسم کے سرد و گرم حالات کا دلیری سے مقابلہ کرتی ہے اسی عزم و ہمت، حوصلے اور استقامت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو اس کے قدموں تلے بچھادیا۔ عورت وہ ذات ہے جس کے وجود سے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرامؑ نے جنم لیا اور انسانیت کے لئے رشد و ہدایت کا پیغام لے کر آئے۔ عورت وہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تخلیق کی گئی ہے جس سے نسل انسانی وجود میں آئی۔ عورت عظیم بیٹی، قابل رشک بیوی اور قابل فخر ماں کا کردار ادا کرتے ہوئے سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی صورت میں نظر آئی جس کے لئے آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی نشست مبارک سے کھڑے ہوکر استقبال کیا کرتے تھے۔ عورت جب مرد کی شریک حیات کے طور پر سامنے آئی تو مرد کے نصف ایمان کی محافظ، جلوت وخلوت کی امین، دکھ سکھ کی ساتھی، سراپائے عزم و وفا پیغمبروں اور ولیوں کو جنم دینے والی خدا کی وہ تخلیق ہے جو کل انسانیت کے لئے قابل احترام اور لائق تحسین ہے۔

عورت اگرچہ صنف نازک ہے مگر اپنی صلاحیت، ذہانت اور سمجھ بوجھ میں صنف قوی سے کسی طور پر بھی کم نہیں۔ تاریخ انسانی اس بات کی گواہ ہے کہ ملک وقوم کو جب بھی کسی مہم جوئی کا سامنا ہوا تو عورت نے مردوں کے شانہ بشانہ رہ کر ملک وقوم کی ترقی میں بھرپور کردار ادا کیا۔

حضرت حواؑ سے اسلام کے ظہور تک کئی نامور خواتین کا ذکر قرآن و حدیث اور تاریخ اسلامی کی کتب میں موجود ہے۔ جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے علاوہ ان کی ازواج حضرت سارہؓ، حضرت حاجرہؓ، فرعون کی بیوی حضرت آسیہ، حضرت ام موسیٰ، حضرت مریم اور ملکہ صبا نے زیادہ شہرت

حاصل کی۔ اسی طرح امہات المومنین اور صحابیات رضی اللہ عنہن کے واقعات سے کتب احادیث بھری پڑی ہیں۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا، سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت سمیہؓ، حضرت زرقاؓ، حضرت ام حنظلہؓ، حضرت ام طارقؓ، حضرت جمیلہؓ اور دیگر کئی خواتین ہیں جن کے کارناموں سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عورت کے بغیر معاشرے کی تکمیل ناممکن ہے۔ رب کائنات نے عورت کو سب سے بڑا مقام ماں کی صورت میں دیا ہے۔ اگر مائیں انقلابی سوچ کی حامل ہوں تو اپنے بچوں کی تربیت بھی انقلابی نہج پر کرتی ہیں۔ یہی تربیت معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ ایک انقلابی ماں ہی انقلابی کردار کے حامل بیٹے عطا کرتی ہے۔ انبیاء کرام اور کتابوں کا نزول انسان کی سیرت اور کردار سازی کے لئے شروع کیا گیا۔ جس میں پہلی ذمہ داری عورت کے سپرد کی گئی۔ ماں جس کی آغوش میں انبیاء کرام، اولیاء کرام اور تمام عظیم شخصیات نے تربیت حاصل کی ہے۔ ماں کی تربیت ہی اولاد کو اعلیٰ مقام پر پہنچاتی ہے۔ ماں کی گود اولین درسگاہ ہے۔ گود اگر سیدہ کائنات کی ہو تو اولاد امام حسن اور امام حسینؓ بن کر دین حق کا نام سربلند کرتی ہے۔

امت کی تشکیل کا کام ماؤں کی تربیت سے ہی طے پاتا ہے۔ عورت اپنے مثبت کردار اور پختہ ارادے سے اپنی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھا جائے تو ظلم و جبر کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں میں خواتین بھرپور کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ عورت اگر اپنے اندر انقلابی سوچ پیدا کرلے تو قوموں کی تقدیر بدلتے دیر نہیں لگتی۔ ذیل میں ہم اسلامی تاریخ میں خواتین کے کردار کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے:

## تبلیغ اسلام اور خواتین

تاریخ اسلام خواتین کی قربانیوں اور خدمات کا ذکر کئے بغیر نامکمل رہتی ہے۔ اسلام کی دعوت و تبلیغ میں مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تمام آزمائشوں اور مصیبتوں کو سہتے ہوئے ثابت قدم رہیں۔ ان خواتین پر مصیبتوں اور ظلم وستم کی انتہا کردی گئی۔ ان خواتین نے اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر گھر بار چھوڑ دیئے، اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرلیا۔ اپنے ایثار، تقویٰ و پرہیزگاری سے ثابت کردیا کہ خواتین کسی صورت مردوں سے پیچھے نہیں ہیں۔

دعوت و تبلیغ میں سیرت و کردار کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ بہترین کردار ہی تبلیغ کا موثر ترین ذریعہ ہے اور خواتین کے اسی کردار کو دیکھ کر کئی صحابہ کرامؓ دائرہ اسلام میں

داخل ہوئے جن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی شامل ہیں جو اپنی بہن کی ثابت قدمی اور جذبہ ایمانی سے متاثر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ خواتین نے اسلام کی تبلیغ کے لئے گھر گھر جاکر لوگوں کو دعوت دی اور لوگوں کو اسلام کی روشنی سے آگاہ کیا۔ وہ مائیں کتنی عظیم ہیں جنہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، موسیٰ بن نصیرؒ، محمد بن قاسمؒ، طارق بن زیادؒ اور صلاح الدین ایوبیؒ جیسے بیٹوں کی تربیت کی اور ان میں ایسی انقلابی سوچ پیدا کی کہ انہوں نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔

## حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

وادی مکہ میں جب صدائے حق بلند ہوئی تو اس پر سب سے پہلے لبیک کہنے والی بھی ایک خاتون حضرت خدیجۃ الکبریؓ تھیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی جان و مال سب کچھ دین اسلام کے ئے وقف کردیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریؓ کی زندگی فہم و فراست، حکمت و تدبر، خدمت و اطاعت، ہمدردی و خیر خواہی، بلند اخلاق و سیرت، رحم دلی اور غریب پروری کی عظیم مثال ہے جن کی سیرت سے خواتین تا قیامت فیض یاب ہوتی رہیں گی۔

اسلام کی اشاعت و ترویج میں آپ نے اپنا تمام مال و اسباب آقائے دو جہاں ﷺ کی دہلیز پر قربان کردیا اور اپنی زندگی بھی اس عظیم کام کے لئے وقف کردی۔ آپ کی زندگی کا مقصد نبی مکرم ﷺ کی خوشنودی کا حصول تھا۔ آپ نے اپنے تمام تعلقات اور رشتے دار مصطفیٰ پر قربان کردیئے اور یہی تعلق اور رشتہ تمام رشتوں پر حاوی ہوگیا۔ سیدہ عالم خدیجۃ الکبریؓ نے تین سال شعب ابی طالب میں محصور رہ کر تکالیف او رمصائب برداشت کئے اور جب تین سال کے بعد مقاطعہ ختم ہوا تو آپ اس قدر بیمار ار کمزور ہوگئیں کہ اسی بیماری کے عالم میں خالق حقیقی سے جاملیں۔

## ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو منفرد مقام حاصل ہے۔ آپ اپنے ہم عصر صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ میں سب سے زیادہ ذہین تھیں۔ اسی ذہانت و فطانت اور وسعت علمی کی بنیاد پر منفرد مقام رکھتی تھیں۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد تقریباً آٹھ ہزار تھی۔ آپ سے مروی احادیث کی تعداد 2210 ہے۔ آپ نے آقاء علیہ الصلوۃ والسلام کی نجی زندگی کے احوال کو امت تک اس انداز میں پہنچایا ہے کہ ان احوال کو جاننے کے بعد کسی قسم کی تشنگی باقی نہیں رہتی۔ آپ کے بارے میں آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ

''دین کا آدھا علم حضرت عائشہؓ کے پاس ہے''۔

آپ خداداد ذہانت اور حیرت انگیز حافظہ کی مالک تھیں۔ قرآن پاک کی حافظہ ہونے کے ساتھ آپکو علم طب، قرآن وحدیث اور فقہی علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرامؓ اپنے اختلافی مسائل کو آپ کے سامنے پیش کرتے تو آپ اپنی بصیرت اور وسعت علمی کی وجہ سے ان مسائل کو حل کر دیتی تھیں۔

## سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ذات اقدس ہر حوالے سے ایک کامل عورت کے روپ میں نظر آتی ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا پیغمبر اسلام کے وجود کا خلاصہ ہیں۔ آپ نگاہ خداوندی میں تمام عورتوں کا انتخاب ہیں۔ سیدہ کائناتؓ نے اپنے عظیم باپ کی محبت کا حق ادا کرتے ہوئے بچپن میں سرداران قریش کے ظلم وستم کا بڑی جرات مندی، شجاعت، ہمت اور متانت سے سامنا کیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ حرم شریف میں دوران نماز سجدے کی حالت میں تھے تو ابوجہل کے کہنے پر عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجڑی لاکر حضور نبی اکرم ﷺ کی کمر مبارک پر رکھ دی۔ یہ منظر دیکھ کر ابوجہل اور اس کے ساتھی ہنسنے لگے۔ سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا کو اس بات کی خبر پہنچی، آپ دوڑتی ہوئی آئیں اپنے معصوم ہاتھوں سے اوجڑی اٹھا کر دور پھینکی اور اپنے نازک ہاتھوں سے اپنے بابا جان کے جسم اقدس کو دھویا اور اپنے والد کی محبت اور احترام میں ان شیاطین قریش سے خوب ناراضگی کا اظہار کیا۔

سیدہ کائناتؓ کا بچپن مہربان والدین کے سایہ شفقت میں گزرا۔ یہ وہ وقت تھا جب کفار مکہ کی ایذا رسانیاں بڑھتی جارہی تھیں۔ انہوں نے ظلم کی انتہاء کرتے ہوئے بنو ہاشم کو تین سال کے لئے شعب ابی طالب میں محصور کردیا اور اہل بیت رسول ﷺ کو آتش شکم بجھانے کے لئے درختوں کے پتے کھانا پڑے۔ آپؓ کو بچپن سے ہی ایسے مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑا جن کے سامنے بڑے بڑے عالی ہمت حوصلہ ہار بیٹھتے ہیں لیکن آپ کے پایۂ استقلال میں ذرہ برابر جنبش نہ آئی۔

## حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا

غزوہ احد کے موقع پر نبی اکرم ﷺ جب زخمی ہوگئے تو کفار مکہ نے مسلمانوں پر اپنا گھیرا تنگ کردیا اور یہ افواہ پھیلادی کہ نعوذ باللہ آقا علیہ السلام شہید ہوگئے ہیں تو اس انتہائی نازک صورتحال کے موقع پر حضرت ام عمارہؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ کا دفاع کیا اور شمشیر زنی کا ناقابل فراموش مظاہرہ کیا۔ آپ نے جنگ یمامہ میں بھی شرکت کی اور دشمن فوج کا بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا۔

## حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نہایت بہادر اور نڈر خاتون تھیں۔ آپ دوران جنگ بے خوف و خطر ہوکر زخمیوں کو میدان جنگ سے باہر لاتیں اور ان کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ غزوہ خندق کے موقع پر دوران جنگ ایک یہودی مسلمان خواتین پر حملہ آور ہوا تو آپ نے اس پر ایسا کاری وار کیا کہ اس کا سر کاٹ کر دشمن فوج میں پھینک دیا اس کے بعد دشمن فوج میں کسی سپاہی کی اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ مسلمان خواتین پر حملہ کرتا۔

## حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا

اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان لانے والوں میں اکثریت کا تعلق غریب طبقے سے تھا لیکن آپ مالدار ہونے کے باوجود ایمان لائیں اور اپنی دولت کو اسلام کے لئے وقف کردیا اور خود مصائب و آلام کی زندگی گزاری آپ کی ان سرگرمیوں کا علم آپ کے قبیلے کے افراد کو ہوا تو آپ پر بے پناہ تشدد کیا جاتا۔ ایک مرتبہ آپ پر بے پناہ تشدد کیا گیا جس کے نتیجے میں آپ کافی عرصہ بے ہوش رہیں۔ آپ نے اپنے گھر کو نئے مسلمان ہونے والوں کی پناہ گاہ بنادیا تھا۔

## حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

حضور نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کی غرض سے غار ثور میں پناہ لی تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت کم سنی کی عمر میں تھیں کو اپنا راز دار بنایا۔ آپ قریش مکہ کی نظروں سے چھپ کر غار ثور میں حضور ﷺ کو کھانا پہنچایا کرتی تھیں۔ ابوجہل کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے آپ کو زدوکوب کرکے حضور نبی اکرم ﷺ کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش کی تو آپ نے بتانے سے صاف انکار کردیا۔ حجاج بن یوسف جیسے ظالم اور جابر حکمران نے آپکے بیٹے کو سولی پر لٹکایا تو آپ نے اپنے بیٹے کی سولی پر لٹکتی ہوئی لاش دیکھ کر کمال صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اے جابر سلطان! تو نے اس کی دنیا برباد کی اور اس نے تیری عاقبت برباد کردی''۔

## حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا درجہ شہادت پانے والی پہلی خاتون ہیں۔ آپ جب اپنے شوہر یاسر بن عامر اور اپنے بیٹے عمار بن یاسر کے ساتھ ایمان لائیں تو اس وقت اسلام کا ابتدائی مصائب و آلام کا دور تھا۔ آپ کا تعلق غلام خاندان سے تھا جس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کی نسبت آپ کو کفار کے زیادہ غیظ و غضب کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کو اور آپ کے شوہر یاسر کو لوہے کی زرہیں پہنا کر مکہ کی تپتی ریت پر لٹانا، سینے پر بھاری پتھر رکھنا، پشت کو آگ کے انگاروں سے داغنا کفار کا معمول تھا۔ آپ کے پیچھے شریر بچوں کو لگادیا جاتا جو آپ کو پتھر مارا کرتے تھے۔ ان تمام

مصیبتوں کو سہنے کے باوجود آپ کے جذبۂ ایمان میں ذرہ برابر بھی لغزش پیدا نہ ہوئی۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے آپ کو اور آپ کے بچوں کو مصیبت میں مبتلا دیکھا تو فرمایا: اے آل یاسر! صبر کرو تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہے"۔

## حضرت خنساء رضی اللہ عنہا

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا عرب کی مشہور مرثیہ گو شاعرہ تھیں۔ آپ اپنے وفد کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر ایمان لائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب جنگ قادسیہ لڑی گئی تو آپ اپنے چاروں جوان بیٹوں کے ساتھ شریک ہوئیں اور اپنے بیٹوں کو دشمن فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی نصیحت کی۔ آپ کے بیٹوں نے آپ سے وعدہ کیا اور دوران جنگ اپنی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کی۔ جب آپ کو بیٹوں کی شہادت کی خبر ملی تو آپ اللہ تعالیٰ کے حضور شکر بجا لائیں اور فرمایا:

"اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میرے بیٹوں کو شہادت کا درجہ عطا فرمایا مجھے اللہ کی رحمت سے پوری امید ہے کہ میں اپنے بچوں کے ساتھ اللہ کی رحمت کے سائے تلے ملاقات کروں گی"۔

## ہمہ گیر اصلاحی پہلو

موجودہ صورت حال میں انسانی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو اس کی زندگی کا ہر پہلو مکمل طور پر بگاڑ کا شکار ہو چکا ہے اور کوئی بھی گوشہ ایسا نہیں ہے جسے اصلاح کی ضرورت نہ ہو امت کی اصلاح اسی صورت میں ممکن ہے جب ہر محاذ پر بدی کا مقابلہ کیا جائے اور بدی کو روکنے کی بھرپور کوشش کی جائے اور ایسے افراد کی کوششوں کو سراہا جائے جو امت کی اصلاح میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں اور اگر خواتین اس بدی کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تو انقلاب کا راستہ ہموار کیا جا سکتا ہے۔

## بلا واسطہ کردار

ایسی خواتین جو اپنی ذمہ داریوں سے فارغ ہو گئی ہیں یا جن کی ذمہ داریوں کا بوجھ کم ہو گیا ہے یا ایسی لڑکیاں جنہیں فرصت کے اوقات میسر ہیں ان کے لئے اشاعت دین، دعوت و تبلیغ اور غلبہ حق کی بحالی کے لئے براہ راست تگ و دو ضروری ہے۔ ایسی خواتین کو مصطفوی انقلاب کے لئے گھروں سے نکلنا چاہئے۔ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کر کے ذکر و فکر کی محافل اور درس قرآن کا سلسلہ شروع کرنا چاہئے اور گھر گھر جا کر دعوت دین کا کام کرنا چاہئے۔

## بالواسطہ کردار

جن خواتین کے لئے اولاد کی تربیت اور دیگر مصروفیات کے باعث گھروں سے نکلنا ممکن نہ ہو وہ بالواسطہ طور پر ایسے کاموں میں حصہ لے سکتی ہیں۔ خود بھی دین سیکھیں اور ملنے جلنے والی خواتین کو بھی اس جانب

راغب کریں۔ اسلامی کتب کو خرید کر تحفے میں دیں۔ دین کی خدمت کرنے والوں کی مالی معاونت کریں اور اپنے گھروں میں باقاعدہ روحانی محافل اور دروس قرآن و حدیث کا اہتمام کریں۔ انقلابی جدوجہد کے لئے ان کی طرف سے یہ بہت بڑی خدمت ہوگی۔

## فکر انقلاب

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہر مسلمان بنیادی طور پر ایک داعی کی حیثیت رکھتا ہے۔ لہذا مرد اور خواتین دونوں یکساں طور پر دعوت دین ضروری ہے۔ دوسروں کو قائل کرنے کے لئے فکری واضحیت ہونی چاہئے اس کے بغیر جب دعوت انقلاب لے کر نکلیں گے تو جلد ہی اپنی دعوت کو غیر موثر کر بیٹھیں گے۔ اگر خود اپنے اندر تمام معاملات پر فکری واضحیت نہ ہوئی تو کسی کو اپنی بات سے مطمئن نہیں کرسکیں گے جس سے مشن کو نقصان پہنچے گا۔ فکری واضحیت کے ساتھ ساتھ دعوت اور مشن کو دیگر سرگرمیوں پر ترجیح حاصل ہو، تمام غیر ضروری سرگرمیوں کو ترک کردیں اور اپنے خیال اور سوچ کے ہر رخ کو انقلاب کی جانب موڑ دیں تاکہ ہماری سیرت و کردار اور عمل ہماری شخصیت کی پہچان بن جائے۔

غزوہ احد کا وہ منظر جب یہ افواہ پھیل گئی کہ نعوذ باللہ حضور نبی اکرم ﷺ کو شہید کردیا گیا ہے تو مدینہ منورہ میں کہرام بپا ہوگیا اور پردہ دار خواتین باہر نکل آئیں۔ ایک صحابیہ دیوانہ وار میدان جنگ کی طرف بھاگیں آپ کو آپ کے والد، شوہر اور بیٹے کی شہادت کی اطلاع دی گئی لیکن آپ ان سب کی پرواہ کئے بغیر بے چینی کے عالم میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خیریت دریافت کرتی رہیں اور بے اختیار پکار اٹھیں کہ کوئی میرے آقاؐ کی خبر دے دے تاکہ میرے دل کو سکون اور راحت نصیب ہوسکے۔ جب آپ نے خود حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھ لیا تو اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے بے اختیار سجدے میں گر پڑیں اور فرمایا کہ اب مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ آقا علیہ السلام کی زیارت سے میرے سارے غم ڈھل گئے ہیں۔ یہی جذبہ انقلابی جذبہ کہلاتا ہے۔

داعی انقلاب کا اپنے مشن کی کامیابی پر کامل یقین ہونا ضروری ہے بصورت دیگر وہ انقلابی فکر کو کامیابی کے ساتھ آگے منتقل نہیں کرسکے گا۔ اسلام کا جھنڈا سر بلند رکھنے اور انقلابی مشن کی تکمیل کے لئے خود غرضی، مفاد پرستی، مایوسی اور بے مقصدیت کا خاتمہ کرکے اتحاد اور ملی وحدت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اس کام کو خواتین بہتر انداز میں سرانجام دے سکتی ہیں۔ تاریخ میں مسلمان خواتین کے مجاہدانہ کردار اور بہادری کے بے شمار واقعات ہیں۔ قیام پاکستان کی تحریک میں سامراجی قوتوں کے خلاف محترمہ فاطمہ جناح، بیگم رعنا لیاقت علی خان اور بی اماں جیسی تاریخ ساز شخصیات نے اہم کردار ادا کیا اور بے شمار خواتین نے جانوں کی پرواہ کئے بغیر حیرت انگیز کارنامے

سرانجام دیئے اور یہ ثابت کر دیا کہ ان کے کردار کے بغیر پاکستان کا وجود میں آنا بہت حد تک ناممکن سی بات تھی۔ پنجاب سول سیکرٹریٹ کی عمارت کے گرد سخت حفاظتی اقدامات کے باوجود فاطمہ صغریٰ نامی سولہ سالہ لڑکی نے اوپر چڑھ کر انگریز سامراج کا جھنڈا اتار کر پاکستان مسلم لیگ کا جھنڈا لہرادیا۔

قائداعظم بھی مسلم خواتین کے جوش و جذبے اور عزم و عمل سے متاثر ہوکر یہ کہنے پر مجبور ہوگئے۔ ''بہنو اور بیٹیو! اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ میرا مشن کامیاب ہوگا اس لئے کہ اب ہندوستان کی مسلمان عورت نے بھی آزادی کے مفہوم کو سمجھ لیا ہے لہٰذا میدان جنگ بہر حال ہمارے ہاتھ رہے گا۔ مجھے فخر ہے کہ اب میری قوم کے مردوں کے شانہ بشانہ عورتیں بھی جنگ آزادی میں شریک ہوں گی اس وقت آپ کو اتحاد اور عمل کی ضرورت ہے۔

مسلمان خواتین نے جس طرح پاکستان کے حصول میں مثالی کردار ادا کیا وقت کا تقاضا ہے کہ اب خواتین پاکستان کی تکمیل میں اپنا بھرپور انقلابی کردار ادا کریں۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ قوم کی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں باطل اور استحصالی نظام کے خلاف اٹھ کھڑی ہوں تاکہ مصطفوی انقلاب کا روشن سویرا جلد سے جلد طلوع ہو اور تکمیل پاکستان کے بعد غلبہ اسلام کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکے۔

☆☆☆☆☆

## حضرت پیر سید غلام رسول شاہ خاکیؒ کی اہلیہ محترمہ کی وفات حسرت آیات

گذشتہ ماہ ضلع چکوال کی معروف روحانی شخصیت پیر طریقت حضرت سید غلام رسول شاہ خاکیؒ کی اہلیہ محترمہ اور سجادہ نشین حضرت پیر صاحبزادہ سید محمود الحسن شاہ خاکی المعروف مستوار قلندر کی والدہ محترمہ بقضائے الٰہی دارالبقا کی طرف منتقل ہوگئیں۔ اس خانوادہ کی تحریک و قائد تحریک سے خصوصی تعلق اور محبت کی بناء پر جنازے میں تحریک کا اعلیٰ سطحی وفد شریک ہوا اور قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی طرف سے صاحبزادگان اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا اور جنازے کے بعد خصوصی دعا بھی کی۔ وفد میں مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ محترم صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری، ڈائریکٹر فنانس محترم ملک فضل حسین، ڈائریکٹر تعمیرات محترم حاجی محمد الیاس قادری اور محترم علامہ غلام ربانی تیمور شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بخشش و مغفرت فرمائے، اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت عالیہ سے بہرہ یاب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

## یکم مئی

# محنت کشوں کا عالمی دن

ڈاکٹر ساجد خاکوانی

1884ء کو امریکہ کے شہر شکاگو میں مزدوروں نے مطالبہ پیش کیا کہ انکے اوقات کار سولہ گھنٹے کی بجائے آٹھ گھنٹے کیے جائیں،مطالبہ مسترد ہونے کے بعد انہوں نے ہڑتال کا فیصلہ کیا،دوسال کی قلیل مدت میں یکم مئی 1886 تک یہ تحریک اپنا مکمل زور پکڑ چکی تھی۔تین مئی کو مقامی پولیس نے مظاہرین پر گولیاں چلائیں اور چار مزدور ہلاک ہوگئے جبکہ بہت سے زخمی بھی ہوئے۔اس واقعے کے بعد پولیس نے موقف اختیار کیا کہ مظاہرین کی طرف سے ایک دستی بم پھینکا گیا تھا جس کے نتیجے میں ایک پولیس والا ہلاک ہوگیااور ایک مقدمہ بنا کر آٹھ مزدور راہنماؤں کو پھانسی کی سزا سنادی گئی،جن میں سے چارافرادکو11نومبر1887 کو پھانسی دے دی گئی ،ایک نے جیل میں خودکشی کر لی اور بقایا تین کو 1893میں معاف کر دیا گیا۔اس وقوعے کے بعد 1899میں فیصلہ کیا گیا کہ ان ہلاک شدگان کی یاد کے طور پر ہر سال یکم مئی عالمی مزدوروں کے دن کے حوالے سے منایا جائے گا۔بہت جلد یہ دن پوری دنیامیں ایک بین الاقوامی اہمیت اختیار کر گیا۔

لیکن یہ ایک ظاہری بات تھی اس دن کی پوشیدہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دن سیکولر یورپی تہذیب میں ''فلورا'' نامی یونانی دیوی کی یاد میں منایا جاتا ہے،یہ پھولوں کی دیوی ہے اور اسکی شادی ہوا کے دیوتا کے ساتھ ہوئی جس کی خوشی میں یہ دن یورپی تہذیب میں مزدوروں کے عالمی دن سے بھی پہلے سے منایا جاتا تھا بلکہ قدیم یونان میں مئی کے آغاز میں''فلورا'' نام سے بہار کا میلہ بھی منعقد کیا جاتا تھا جس کی روایت آج تک یورپ کے متعدد علاقوں میں قائم ہے ۔یونانی قدیم کہانیوں میں پھولوں کی اس دیوی ''فلورا'' کو ہرکولیس کا دوست بھی بتایا گیاہے۔مذہب عیسائیت کے لٹریچر میں پھولوں کی اس ملکہ کو''ملکہ مئی'' بھی کہا گیا ہے۔''سیکولرازم'' ایک تحریک منافقت کے سوا کچھ نہیں،پوری دنیا کو مذہب سے راہ فرار سجھاتے ہیں اور خود اندرخانے مذہب پر اس سختی سے کاربند ہیں کہ جن مشرکانہ عقائد کو آج سائنس نے بالکلیہ مسترد کر دیاہے ان کو بھی نام بدل بدل کر سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور پوری دنیاپر اس کو نافذ کرنے کی فکر میں غلطاں ہیں،یہ یکم مئی کا دن درحقیقت''ملکہ مئی'' کی

یاد میں پوری دنیا کو بے وقوف بنا کر اپنے سانچے میں ڈھالنے کے مکروفریب کے سوا کچھ نہیں۔اکیسویں صدی کی دہلیز پرتہذیبوں کے تصادم کا ڈھونگ رچانے والے دراصل مذاہب کی جنگ برپا کرکے تو اپنے مذہب کے تحفظ کی جنگ لڑ رہے تھے،جس کا عندیہ ان کی صف اول کی قیادت اس صدی کے آغاز سے کھیلے جانے والی خون کی ہولی میں دے چکی ہے۔اوراب تو روزروشن کی طرح یہ حقیقت عیاں ہو چکی ہے کہ''سیکولرازم'' کی جنگ خاص طور پر صرف اسلام اور مسلمانوں کے ہی خلاف ہے ۔وہ ''سیکولرازم'' کے کارپرداران ہوں یامسلمانوں کے درمیان ان کے خریدے ہوئے گماشتے،ان سب کا تیرہدف تاریخ اسلام،مشاہیراسلام اور شعائراسلام ہی ہیں۔لیکن اس جنگ میں شکست خوردہ ''سیکولرازم'' کے نام نہاد''دانشور'' ماضی قریب سے''تہذیبوں کے تصادم'' کاراگ الاپنے والے اب''مکالمہ بین المذاہب'' کاجال بچھارہے ہیں اورمسلمانوں کا بے پناہ خون بہاکراب مستقبل میں اپنے لیے مذہبی رواداری کی آڑ میں تحفظ تلاش کرنے کی کوشش کی جانے لگی ہے۔لیکن آخرکب تک یہ''سیکولرازم''انسانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتارہے گا،پروپیگنڈاکے سر پر باندھاجانے والاجھوٹ کاطلسم اب ٹوٹاچاہتاہے اوردنیااپنے حقیقی رب کی طرف اور حقیقی راہنما محسن انسانیت ﷺ کی طرف تیزی سے پلٹتی چلی آرہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اصل میں مزدوروں کا دن بارہ ربیع الاول ہے جس دن اس دنیا کی سب سے بڑی مزدورہستی نے جنم لیااورغربت و فاقہ کشی کے عالم میں اپنے پیٹ پر دودوپتھر باندھ کر مزدوروں کی طرح کدال چلاکراور مسجد نبوی کی تعمیر میں اپنی پنڈلیوں کو گارے میں بھگوکراور اپنے کندھوں پر پتھر اٹھا اٹھا کر صرف مزدوروں کے ہی نہیں کل انسانیت کے حقوق کا تحفظ کیا،وہی دراصل جہاں محسن انسانیت ہیں وہاں محسن مزدوراں بھی ہیں،صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔محسن انسانیت ﷺ کی پوری زندگی ایک محنت کش کی زندگی سے عبارت ہے۔آغاز شباب میں ہی آپ ﷺ نے مکے والوں کی بھیڑیں چرانے کے کام کا آغاز کردیاتھا،والدین سے محروم یہ مقدس بچہ ﷺ ایک مزدور کی طرح اپنے شعور کے آغاز سے ہی محنت و مزدوری کر کے نان شبینہ کاانتظام کرنے لگا۔محسن انسانیت ﷺ صبح سے شام تک بھیڑیں چراتے تھے اور شام کے اوقات میں بھیڑیں لوٹا کر اپنی حق حلال کی مزدوری وصول کرتے تھے اور ایک صالح اور سعادت مند بیٹے کی مانند وہ تمام رقم اپنے عم محترم حضرت ابوطالب کو تھمادیا کرتے تھے۔عنفوان شباب میں بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر ملک شام کاسفرکیااور دیانتداری کے ساتھ معاملات سرانجام دیے کہ آجراوراجیر کاتعلق زوجیت کے بندھن کامقدمہ بن گیا۔کیادنیا کی کوئی اور تاریخ یادیگرفلسفہ ہائے حیات وادیان عالم ایسے کسی مزدور کی مثال پیش کرسکتے ہیں؟

مدینہ منورہ میں جب یہ مقدس ومحترم و بزرگ مزدور ﷺ مسند حکمرانی پر براجمان ہواتوماضی قریب کے اشتراکیوں اورنام نہاد''مزدورراہنماؤں'' کی مانند اپنامعاشرتی طبقہ تبدیل نہیں کرلیااور امراء و روساء جیسا شان وشوکت نہیں اپنالیا،بلکہ اپنی مزدورانہ شان برقرار رکھی اورغریبوں کی طرح اورغریبوں کے درمیان رہنا پسند فرمایا۔

اپنے لیے مراعات وتفوقات کو کبھی پسند نہیں کیا بلکہ ایک مزدور کی سی زندگی اس طرح بسر کی کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالی سے عرض کیا اے بارالہ مجھے ایک وقت کا کھانا دے اور ایک وقت کا فاقہ دے تاکہ میں تجھ سے مانگوں۔تعمیر مسجد نبوی میں جاں نثاران بار بار عرض کرتے تھے کہ آپ ﷺ تشریف رکھیں ہم یہ سارا محنت و مشقت والا مزدورانہ کام کر لیں گے لیکن اس سب سے بڑے مزدور ﷺ نے اس عرضداشت کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور پنڈلیاں مبارک گارے میں اٹی رہیں اور سب مسلمانوں کے شانہ بشانہ اس مقدس تعمیراتی کام میں اپنا مبارک حصہ ڈالا۔غزوہ احزاب میں جب خندق کی کھدائی کے دوران ایک چٹان آڑے آ گئی اور بڑے بڑے پہلوان مسلمان بھی اس کوتوڑنے میں ناکام رہے تو باردیگر پھر اس سب سے بڑے مزدور اورمزدور راہنما ﷺ سے درخواست محنت و مشقت کی گئی آپ ﷺ ایسے مزدور راہنما تھے جوانسانیت کوخوشخبریاں دینے تشریف لائے تھے چنانچہ پہلی ضرب لگائی اور ارشادفرمایاایران فتح ہوگیا،دوسری ضرب پر فرمایا روم فتح ہوگیا،تیسری ضرب پر ارشاد ہواخدا کی قسم بحرین کے سرخ محلات میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہاہوں اور اگلی ضرب پر وہ چٹان پاش پاش ہوگئی اوراس غزوہ میں بھی فتح و کامرانی نے آپ ﷺ کے قدم مبارک چومے۔

آپ ﷺ کی مزدورانہ تعلیمات میں وہ حدیث سرفہرست ہے کہ"مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے پہلے اداکردو"۔اس حدیث کاایک تو ظاہری مفہوم ہے جو سنتے ہی سمجھ میں آ گیادوسرابین السطورمضمون یہ ہے کہ مزدور بھی محنت اس طرح کرے کہ اسے پسینہ تو ضرور آئے۔پسینہ کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے چہرے پرعرق مشقت ٹپکنے لگے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کام اس کے ذمہ لگایاجائے اس کی بجاآوری میں وہ حتی المقدوراپنی کل صلاحیتیں اس طرح بروئے کار لائے کہ جہاں اس کام کا حق ادا ہو سکے وہاں اس کوملنے والا رزق بھی حلال ہو جائے۔اسلامی تہذیب اور سیکولرمغربی تہذیب میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ سیکولرازم نے حقوق کے نام پرمعاشرے کے طبقات کو باہم دست و گریبان کردیاجیسے مزدوراور مالک کے درمیان حقوق کی جنگ برپاکردی جبکہ اسلام نے فرائض کے پلیٹ فارم پر معاشرے کے تمام طبقات کو باہم شیروشکر کردیاہے۔پس محسن انسانیت ﷺ نے جہاں مزدور کے حقوق کی بات کی ہے وہاں اس کو اسکا فرض منصبی بھی یاددلایاہے تاکہ انسانی معاشرہ پیارومحبت اور امن وآشتی کا منبع و مرقع بن جائے اور یہی کسی سچے نبی کے شایان شان بھی ہے۔آپ ﷺ نے محنت کرکے کمانے والے کوخدا کادوست بھی قراردیااور ساتھ یہ بھی تعلیم دی کی اخراجات میں میانہ روی اختیارکرواور اپنی چادر سے زیادہ پاؤں مت پھیلاؤ۔

آج سودی معیشت کی حامل انسانیت کااستحصال کرنے والی اور ٹیلی ویژن کی سکرین پرتعیّشات کی بے پناہ اشتہاربازی کے باعث ان تعیّشات کولوازمات بناکر اورفلموں اور ڈراموں میں بلندترین معیارزندگی دکھاکراسے سودی قرضوں سے پوراکروانے والی تہذیب کس منہ سے مزدور کی بات کرتی ہے؟ یہ تومزدورکاخون چوسنے والی تہذیب ہے جسے مرداس لیے قبول نہیں کہ وہ عائلی بوجھ کے باعث زیادہ مزدوری کاتقاضا کرتے ہیں جبکہ خواتین

قابل قبول ہیں تا کہ اپنے ذاتی مفادات کو پورا کیا جاسکے۔خواتین نوازی کا یہ رویہ آج پوری دنیامیں جرائم کے بے پناہ اضافے کی وجہ بن چکاہے کہ ،مرد، جوفطری طورپر مزدورہے ،اسے اس کی مزدوری سے دورکر کے اس تہذیب نے مجبورکیاہے کہ وہ جرائم کی اندھیری غارمیں اپناروزینہ تلاش کرے۔مردجرائم کی طرف سدھارگئے اورخواتین کسب معاش کی طرف اورخاندانی نظام تباہ بربادہوکررہ گیااور پھربھی یہ تہذیب انسانیت کی سب سے بڑی ٹھیکیدار ہے۔کفرسے تو حکومت رہ سکتی ہے ظلم سے نہیں کے مصداق کیمونزم کازوال ہم نے دیکھااب سیکولرازم کی باری ہے بس کچھ ہی دن ہیں کہ یہ مداری بھی تماشادکھاکرگیاکہ گیااور سب سے بڑے مزدور ﷺ کی تعلیمات اورنورتوحید کی سحراس عالم انسانیت کا مقدرحقیقی ہے،ان شاء اللہ تعالی۔☆☆☆☆☆

## سنی اتحادکونسل کے چیئرمین صاحبزادہ حاجی فضل کریم کا انتقال پُرملال

گذشتہ ماہ محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحبؒ کے صاحبزادے اورسنی اتحادکونسل کے چیئرمین حضرت صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم صاحب دوران علالت بقضائے الٰہی انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم کی نماز جنازہ فیصل آباد کے دھوبی گھاٹ میں پڑھی گئی جس میں عوام الناس کے جم غفیر کے علاوہ علماء و مشائخ اور مختلف جماعتوں کے قائدین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ بالخصوص منہاج القرآن علماء کونسل کا ایک اعلیٰ سطحی وفد جو مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری، مرکزی ناظم علماء کونسل علامہ سید فرحت حسین شاہ اور ناظم علماء کونسل پنجاب علامہ میر محمد آصف اکبر پر مشتمل تھا نے نہ صرف جنازے میں شرکت کی بلکہ مرحوم کے برادر اکبر اور صاحبزادگان سے ملاقات کرکے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جو بیرون ملک تنظیمی دورہ پر تھے کا خصوصی تعزیتی پیغام پہنچایا۔ جنازے سے قبل صاحبزادہ علامہ محمد حسین آزاد الازہری نے تحریک منہاج القرآن کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے خطاب میں کہا کہ مرحوم کی مذہبی و سیاسی خدمات لائق صد تحسین ہیں۔ مرحوم نے پوری زندگی نڈر اور بے باک انداز میں گزاری اور اپنے آباؤ اجداد کے جس مشن پر وہ گامزن تھے منہاج القرآن اسے پایہ تکمیل تک پہنچائے گا۔ اہل سنت وجماعت کو بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر انکے مشن کو زندہ رکھنا ہوگا۔انہوں نے اس حوالے سے ڈان نیوز چینل کو انٹرویو بھی دیا۔ جنازے کے بعد ضلعی امیر تحریک منہاج القرآن علامہ سید ہدایت رسول قادری نے اپنی جامعہ نوریہ رضویہ میں تعزیتی اجلاس منعقد کیا جس میں تحریک کے مذکورہ مرکزی وفد کے علاوہ چیئرمین رویت ہلال کمیٹی علامہ مفتی منیب الرحمٰن اور جامعہ نظامیہ لاہور کے مہتمم علامہ محمد آصف ہزاروی اور دیگر علماء نے شرکت کی اور اظہارتعزیت کیا۔مرحوم کی بخشش و مغفرت کیلئے خصوصی دعا کی گئی۔

# ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے تفسیری تفردات و امتیازات

دوسری قسط

علامہ محمد حسین آزاد۔ ایم فل علوم اسلامیہ منہاج یونیورسٹی

منہاج یونیورسٹی کالج آف شریعہ سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تفسیری خدمات کے حوالے سے پہلا ایم فل کرنے کا اعزاز جامعہ کے ابتدائی فاضلین میں سے علامہ محمد حسین آزاد نے حاصل کیا ہے جو جامعۃ الازہر سے ''الدورۃ التدریبیہ'' میں بھی سند یافتہ ہیں اور مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ کے علاوہ مجلّہ دختران اسلام کے مینیجنگ ایڈیٹر ہیں جن کا مقالہ قارئین کے استفادہ کے لئے بالاقساط شائع کیا جارہا ہے۔

## تفسیر کا لغوی و اصطلاحی معنی

### ا۔ تفسیر کا لغوی معنی

لفظ ''تفسیر'' کا مادہ فسر (ف،س،ر) ہے اور یہ باب تفعیل سے مصدر ہے جس کے معنی ہیں ظاہر کرنا، کشف کرنا، بند چیز کو کھولنا (بے حجاب کرنا، ننگا کرنا) تشریح کرنا، توضیح و تفصیل کرنا اور کسی عبارت کے مطلب کو واضح اور بیان کرنا۔ (ابن منظور، محمد بن مکرم الافریقی، لسان العرب، نشر ادب الحوزہ، قم، ایران، ۱۴۰۵ھ، ج ۲، ص ۳۶۱)

قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَا یَأْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۔ (الفرقان، ۲۵:۳۳)

''وہ جو بھی مثال آپ کی خدمت میں لائیں گے ہم اس (مثال) کے عوض آپ کے پاس حق اور بہترین تفصیل لائیں گے۔''

علامہ محمد بن جریر الطبریؒ (۶۱۵۔۶۹۴ھ/ ۱۲۱۸۔۱۲۹۵ء) نے اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں تفسیر سے مراد ''تفصیل'' اور حضرت مجاہدؒ کی روایت میں تفسیر سے مراد ''بیان'' لیا ہے۔ (طبری، ابوجعفر محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، ج ۱۹، ص ۱۱)

قاضی محمد زاہد الحسینی نے لغوی اعتبار سے تفسیر کا مفہوم یوں بیان کیا ہے : ''تفسیر کا لفظی معنی وہ طریق کار ہے جس سے کسی چیز کی حقیقت تلاش کی جائے جیسا کہ طبیب مریض کا حال معلوم کرنے کے لئے پورے غور و فکر سے کام لیتا ہے۔ (الحسینی، قاضی محمد زاہد، معارف القرآن، ص ۲۰ تا ۲۱)

## ۲۔ تفسیر کا اصطلاحی معنی

اصطلاح میں تفسیر کے معنی ہیں (مقررہ قیود کا لحاظ رکھتے ہوئے ) قرآن مجید کی تشریح و توضیح اور تفصیل کرنا۔ اس کے مشکل الفاظ اور جملوں کے مفہوم و مطلب کو ظاہر کرنا، علماء نے تفسیر کی کئی تعریفیں کی ہیں۔ جن میں سے دو اہم تعریفیں درج ذیل ہیں ۔

۱۔ علامہ زرکشیؒ (۷۹۴ھ) کہتے ہیں کہ: تفسیر وہ علم ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی کتاب جو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی کے مطالب، اس کے احکام اور اس کی حکمت سمجھی جا سکتی ہے۔

(زرکشی، امام بدرالدین محمد بن عبداللہ، البرھان فی علوم القرآن، بیروت، لبنان، دارالفکر، ج ۱، ص ۱۳)

۲۔ علامہ ابوحیان اندلسی (۷۴۵ھ) لکھتے ہیں: تفسیر وہ علم ہے جس میں الفاظ قرآن کی کیفیت نطق و تلفظ، ان کے مدلولات، ان کے مفرد اور مرکب ہونے کے احکام، حالت ترکیب میں ان کے معانی اور ان کے تتمات سے بحث کی جاتی ہے۔ (ابوحیان، محمد بن یوسف اندلسی غرناطی، البحر المحیط، بیروت، لبنان، دارالفکر، ج ۱، ص ۲۶)

# تفسیر کی اقسام

بنیادی طور پر تفسیر کی تین اقسام ہیں ۔ تفسیر بالماثور، تفسیر بالرائے اور تفسیر اشاری ۔ جن کی وضاحت درج ذیل ہے۔

## ۱۔ تفسیر بالماثور

قرآن مجید کی تفسیر کا پہلا اسلوب (رجحان) ''تفسیر بالماثور'' کے نام سے مشہور ہے اسے ہی عربی میں ''تفسیر بالروایۃ یا تفسیر بالنقل'' کہتے ہیں اور اردو میں ''ماثوری یا اثری یا روایتی یا نقلی اسلوب کہتے ہیں ۔ چنانچہ استاد امین الخولی لکھتے ہیں: ''پہلی چیز جو تفسیر کی صورت میں ظاہر ہوئی وہ مبنی بر روایت تھی جسے تفسیر ماثور یا تفسیر اثری کہتے ہیں ۔ اس لئے علماء حدیث و روایت ہی وہ پہلے حضرات ہیں جو تفسیر کے میدان میں نمایاں نظر آتے ہیں''۔

(امین الخولی، مقالہ تفسیر، اردو دائرہ معارف الاسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور: ۱۴/۱، ص ۴۹۲)

یعنی اس اسلوب کے بانی و موسس محدثین اور راوی حضرات ہیں ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(۱۱۱۴ھ/۱۷۶۲ء)اسی اسلوب کے متعلق فرماتے ہیں کہ" مفسرین کی مختلف جماعتیں ہیں۔ایک جماعت (تفسیر میں) آیات سے مناسبت رکھنے والے آثارروایت کرتی ہے۔خواہ وہ مرفوع حدیث یا موقوف، کسی تابعی کا قول ہو یا اسرائیلی روایت۔ یہ محدثین کا مسلک ہے۔"

(محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ،الفوز الکبیر فی اصول التفسیر،لاہور،پاکستان،بیکن بکس،ص ۲۱۷)

ڈاکٹر محمد حسین ذہبیؒ کے نزدیک قرآن مجید کی اثری تفسیر چار امور پر مشتمل ہے: قرآنی آیات، احادیث رسول ﷺ،آثارصحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال تابعین رحمہم اللہ

(ذہبی ،ڈاکٹر محمد حسین،التفسیروالمفسر ون،قاہرہ ،مصر، دارالکتب الحدیثہ،ج ا،ص ۱۵۴)

اس سے قبل کہ تفسیر بالماثور اور اس کے متعلقات کو بیان کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً اس اسلوب کے تاریخی ارتقاء کو بیان کیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ تفسیر بالماثور کی اقسام کیسے وجود میں آئیں اور ان پر اس اسلوب کا اطلاق کیسے ہوا؟تفسیر بالماثور کے ارتقاء کو درج ذیل مراحل کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے۔

## پہلا مرحلہ: عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارکہ میں قرآنی آیات کے فہم میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو جب مشکلات پیش آئیں تو آپ ﷺان کی توضیح فرما دیا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسی توضیحات وتشریحات کوایک دوسرے تک منتقل کر دیتے تھے۔

## دوسرا مرحلہ :عہد صحابہ رضی اللہ عنہم

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیائے فانی سے ۱۱ہجری میں رحلت فرما گئے تو خالص صحابہ رضی اللہ عنہم کا دورشروع ہوگیا۔ اس دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کے معانی ومطالب میں دشواریوں کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھ لیا کرتے تھے ۔اس طرح تفسیر سے متعلقہ اقوالِ رسول ﷺایک صحابی سے دوسرے تک منتقل ہوتے جاتے ۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف زبانی طور پرتفسیری روایات ایک دوسرے تک منتقل ہوتی رہتی تھیں۔بلکہ جدید تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عہد نبوت وعہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں احادیث کے متعدد مجموعے کتابی صورت میں تیار کیے جا چکے تھے۔

(اعظمی،ڈاکٹر مصطفیٰ، دراسات فی الحدیث النبویؐ وتاریخ تدوینہ، الباب الرابع :۸۴)

ظاہر ہے کہ ان مجموعوں میں قرآنی آیات کی تفسیر کے بارے میں بھی احادیث ضبط تحریر میں آ چکی ہوں گی۔ یہاں اس بات کا ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ قرآن مجید کے پہلے مفسر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پہلی

تفسیر آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ ہے۔ محققین حضرات نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ہر حدیث کی بنیاد قرآن مجید میں موجود ہے۔ بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ ہر قرآنی لفظ ایک باب ہے اور احادیث رسول اللہ ﷺ اس کی مختلف مباحث ہیں۔ جیسے لفظ زکوٰۃ، صلوٰۃ، صدقہ، حج، عمرہ، ہجرت، قتال فی سبیل اللہ اور شہادت (گواہی) وغیرہ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایسے صاحب علم حضرات بھی موجود تھے جو احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں تفسیر قرآن کرتے، جسے بعد میں ''تفسیر القرآن بالا حادیث'' کہہ کر تفسیر بالماثور کی دوسری قسم قرار دیا گیا۔ اور یہی حضرات اپنی آراء سے بھی تفسیر کرتے۔ ان ہی آراء کو بعد میں ''تفسیر القرآن باقوال الصحابہ رضی اللہ عنہم'' کہہ کر تفسیر بالماثور کی تیسری قسم متعین کر لیا گیا۔

## تیسرا مرحلہ عہد تابعین رحمہم اللہ

تابعین حضراتؒ کا جہاں تک تعلق ہے تو ان میں ایسے علماء کرام پائے گئے جنہوں نے تفسیر قرآن کا خاص اہتمام کیا اور احادیث رسول اللہ ﷺ و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے تفسیر کے متعلق جس قدر مواد ملا اسے اکٹھا کر لیا اور اس مواد پر اپنی رائے و اجتہاد کا اضافہ کر دیا۔

(ذھبی، ڈاکٹر محمد حسین، التفسیر والمفسرون، دارالکتب الحدیثۃ، قاہرہ، مصر، ج ۱، ص ۵۳)

یہی اضافہ بعد میں تفسیر بالماثور کی ایک مستقل قسم کا سبب بنا جسے ''تفسیر القرآن باقوال التابعین رحمہم اللہ'' کا نام دیا گیا۔

تابعین حضرات نے اسی حد تک اپنی رائے واجتہاد کا اضافہ کیا۔ جس قدر قرآن مجید میں ابہام پیدا ہو چکا تھا۔ جس کا سبب عہد رسول اللہ ﷺ و عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے دوری تھا۔ (ایضاً)

## چوتھا مرحلہ: تبع تابعین رحمہم اللہ

اور جہاں تک تبع تابعین کا تعلق ہے تو ''انہوں نے تابعین کے (تفسیری) فرمودات کو روایت (بیان) کیا اور قرآن کے مطالب و مفاہیم میں جس قدر ابہام زیادہ ہو گیا تھا اسی کے مطابق انہوں نے زائل کرنے کی کوشش کی۔ پس اسی اسلوب پر یہ کام چلتا رہا اور ہر آنے والا طبقہ اپنے سے پہلے طبقہ سے تفسیری اقوال روایت کرتا رہا۔'' (ایضاً)

تبع تابعین رحمہم اللہ نے تابعینؒ کے اقوال پر جو اضافہ کیا یہی اضافہ اصل میں تاریخ تفسیر کے مصادر میں ''تفسیر القرآن باقوال تبع التابعین رحمہم اللہ'' کے نام سے موسوم ہے اور تفسیر بالروایت یا بالماثور کی

ایک قسم یا ایک اسلوب کے نام سے معروف ہے۔

یہ ہے عہد نبوت سے عہد تبع تابعین تک تفسیر بالماثور کا مختصر سا ارتقائی جائزہ۔ ان چار ادوار (مراحل،طبقات) میں جو بھی تفسیری کام ہوا ہے اسی کام کو بعد میں تفسیر بالماثور یا تفسیر بالمنقول یا بالروایت کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ جو کام عہد نبوت میں احادیث رسول ﷺ کی صورت میں سامنے آیا اسے "تفسیر القرآن بالاحادیث النبویۃ" جو آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی صورت میں ہوا۔ اسے "تفسیر القرآن باقوال الصحابہ" جو تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ کے کام کی صورت میں وجود میں آیا اسے "تفسیر القرآن باقوال التابعین اور باقوال تبع تابعین" کہا گیا۔ اور تفسیر میں اہل کتاب سے جو مواد نقل کیا گیا۔ اسے "تفسیر القرآن بالروایات الاسرائیلیۃ" کا نام دے دیا گیا۔ تبع تابعین کے عہد والوں نے اپنے سے پہلے والے تفسیری مواد کو حاصل کر کے بڑی بڑی تفاسیر میں یکجا کر دیا جیسے تفسیر طبری وغیرہ۔

## ۲۔تفسیر بالرائے کا مفہوم

لفظ "الرائے" کا اطلاق اعتقاد، اجتہاد اور قیاس پر کیا جاتا ہے۔ اسی قیاس کے قائلین کو اصحاب الرائے بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن علم تفسیر کی اصطلاح میں تفسیر بالرائے سے مراد قرآن مجید کی وہ تفسیر ہے جو صرف نقلی روایات کی مدد ہی سے نہیں بلکہ نئے تقاضوں کے مطابق اجتہاد کی مدد سے کی جائے۔ یہ اسی صورت ممکن ہے جب تفسیر کرنے والا عربوں کے اسلوب کلام، عربی الفاظ اور ان کے وجوہ دلالت سے بخوبی آگاہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ زمانہ جاہلیت کے اشعار، اسباب نزول، ناسخ ومنسوخ اور ان امور سے نابلد نہ ہو جو مفسر کے لئے بہت ضروری ہیں۔(ا) دوسرے الفاظ میں تفسیر بالرائے جسے تفسیر بالدرایت، یا تفسیر بالعقل، یا تفسیر بالاجتہاد بھی کہتے ہیں، کا اطلاق قرآن مجید کی اس تفسیر پر ہوتا ہے جس میں مفسر کے ذاتی اجتہاد کا عمل دخل ہو۔ تفسیر کے اس رجحان کو اجتہادی یا عقلی یا درایتی رجحان بھی کہتے ہیں۔

## تفسیر بالرائے کی اقسام

تفسیر بالرائے کی دو قسمیں ہیں: تفسیر بالرائے المحمود اور تفسیر بالرائے المذموم۔

## تفسیر بالرائے المحمود

تفسیر میں قرآن، حدیث، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ وغیرہ سے استفادہ کیا جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ نئے پیش آمدہ مسائل اور نئے انداز فکر کے مطابق نصوص دینیہ کی روشنی میں اجتہاد کیا جائے، رائے کو کام میں لایا جائے۔ تو ایسی تفسیر کو تفسیر بالرائے المحمود کہا جاتا ہے۔ تفسیر بالرائے المحمود کے لئے ضروری ہے کہ رائے کو محض جدید مسائل کے حل کے لئے اور اسلامی احکام کو منطبق کرنے کے لئے ہی کام میں لایا جائے۔ دینی نصوص کی اہمیت اور بالادستی قائم رہے اور تفسیر کرنے والا قرآن و حدیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے آگاہ ہونے کے ساتھ

ساتھ عربی شاعری، عربی زبان، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ اور قرآن مجید کی زبان کی فصاحت و بلاغت کو سمجھنے کی صلاحیت سے بھی بہرہ ور ہو۔ تفسیر بالرائے المحمود کو ممدوح، جائز، صحیح اور مقبول بھی کہتے ہیں۔ اس کے لئے علماء نے کچھ شروط متعین کی ہیں۔ (ذھبی، ڈاکٹر محمد حسین، التفسیر والمفسرون، دارالکتب الحدثیہ، قاہرہ، مصر، ج ۱، ص ۲۵۵)

## تفسیر بالرائے المذموم

تفسیر میں رائے کو استعمال کرنے کا ایک دوسرا انداز یہ ہے کہ رائے استعمال کرتے ہوئے نصوص دینیہ کی بالادستی اور کتاب وسنت کی حقیقی روح کا لحاظ کیے بغیر تفسیر کی جائے۔ نصوص کی بجائے عربی لغت و شاعری وغیرہ پر زیادہ دارومدار ہو اور اس تفسیر کو نصوص دینیہ کی تائید حاصل نہ ہو۔ اس تفسیر کو تفسیر بالرائے المذموم کہا جاتا ہے۔ تفسیر بالرائے المحمود کی اجازت ہے اور رائے المذموم کی بنیاد پر کی گئی تفسیر کو معتبر و پسندیدہ قرار نہیں دیا گیا ہے۔

تفسیر کی اس قسم کو غیر ممدوح، غیر محمود، ناجائز، غیر صحیح اور غیر مقبول کہتے ہیں کیونکہ اس میں تفسیر کے لئے علماء کی متعین کردہ شرائط کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

مختصر یہ کہ ایک طرز تفسیر کا نام ''تفسیر بالرائے'' ہے۔ اس کے بارے میں لوگوں کے مختلف خیالات پائے جاتے ہیں۔ اس کی ایک قسم ممدوح اور دوسری مذموم ہے۔ اگر یہ تفسیر قرآنی ہدایت کے قریب ہو تو ممدوح اور اگر بعید ہو تو مذموم ہے۔ (صالح، صبحی صالح، علوم القرآن (اردو ترجمہ غلام احمد حریری)، ص ۴۱۵ تا ۴۱۶)

## ۳۔ تفسیر اشاری

تفسیر اشاری کو تفسیر فیضی یا تفسیر رمزی (Symbolic) بھی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پوشیدہ اشارات جو اصحاب تصوف ہی کو معلوم ہوتے ہیں کی بنیاد پر قرآن کریم کی ایسی تفسیر بیان کی جائے جو اس کے ظاہری مفہوم کے خلاف ہو۔ البتہ ظاہری اور باطنی مفہوم میں جمع و تطبیق کا امکان ہو۔

بنابریں نظری صوفیوں کی تفسیر اور تفسیر اشاری میں دو طرح سے فرق کیا جا سکے گا۔

۱۔ نظری صوفیوں کی تفسیر چند علمی مقدمات پر مبنی ہوتی ہے جو پہلے صوفی کے ذہن میں آتے ہیں اور اس کے بعد وہ قرآن کو ان پر محمول کرتا ہے۔ بخلاف ازیں تفسیر اشاری کی اساس علمی مقدمات پر نہیں رکھی جاتی۔ بلکہ یہ روحانی ریاضت کے زیر اثر ہوتی ہے۔ صوفی ریاضت کرتے کرتے ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس پر عبادت کے پردہ میں کچھ اشارات قدسیہ منکشف ہونے لگتے ہیں اور اس طرح آیات میں جو معارف و حقائق ہوتے ہیں۔ وہ ابر غیب سے اس پر برس پڑتے ہیں۔

۲۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ نظری صوفی کسی آیت کی جو تفسیر کرتا ہے اس کے بارے میں اس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اس آیت کے ماسوا مفہوم کسی دوسرے کے متحمل ہی نہیں۔ اس کے برعکس تفسیر اشاری میں صوفی کا خیال یہ ہوتا ہے کہ آیات میں دوسرے معنی کی گنجائش ہے بلکہ وہ ظاہری معنی ہیں اور انسانی ذہن سب سے پہلے اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔

یہاں طبعاً قاری کے ذہن میں یہ سوال اُبھر سکتا ہے کہ آیا تفسیر اشاری کے لئے کوئی شرعی اصل واساس بھی ہے یا نہیں؟ نیز یہ کہ اس کا وجود اسلام کے عصر اول میں ہی تھا یا اس کا ظہور اس وقت ہوا جب تصوف کا چرچا ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن عزیز کے معانی و مطالب کے اظہار و بیان میں تفسیر اشاری کا انداز نیا نہیں بلکہ یہ اس وقت سے جانا پہچانا طریق ہے جب آنحضورﷺ پر قرآن نازل ہوا کرتا تھا۔ خود نبی اکرم ﷺ نے اس سے آگاہ کیا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس سے آگاہ و آشنا تھے۔ چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًاo (النساء ۴:۷۸)

''اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ بات ہی نہیں سمجھتی''

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَo (النساء ۴:۸۲) ''کیا وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے''

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَاo (محمد ۴۷:۲۴)

''کیا قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر تالے چڑھے ہوئے ہیں''

مندرجہ صدر آیات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان آیات میں کفار کو اس بات پر ملامت کرتے ہیں کہ وہ قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ نفس قرآن کو نہیں سمجھتے اور انہیں قرآن کے ظاہری معانی کرنے کی جانب توجہ دلائی گئی ہے کیونکہ وہ عرب تھے۔ عربی ان کی مادری زبان تھی۔ اس لئے وہ قرآن کے ظاہر مفہوم سے پوری طرح آگاہ تھے بلکہ منشائے الٰہی دراصل یہ ہے کہ وہ مراد ربانی کو معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اس لئے ان کو قرآنی آیات میں فکر و تدبر کی دعوت دی گئی ہے۔ یہی قرآن کا باطنی مفہوم ہے جس سے وہ ناآشنا تھے۔

(شاطبی، ابی اسحاق ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات فی اصول الشریعہ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ج ۳، ص ۳۸۲)

☆☆☆☆☆

# اظہار تعزیت

سینئر رہنما ویمن لیگ محترمہ پروین مصطفوی جو ہمارے مشن کا سرمایہ افتخار تھیں قضائے الٰہی سے وصال کر گئی ہیں۔ محترمہ ارشاد اقبال صدر ویمن لیگ لاہور کے ماموں جان، فہنیقہ ندیم نائب ناظمہ لاہور کی پھوپھو جان اور محترمہ ہما وحید ناظمہ دعوت لاہور کی دادی ماں حال ہی میں انتقال کر گئے۔ محترم محمد اشفاق انجم (کمپیوٹر آپریٹر ماہنامہ دختران اسلام) کی دادی جان قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رب العزت ان سب کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

# آیئے قرآن سیکھیں

حافظ محمد سعید رضا بغدادی

# عرفان القرآن کورس

## درس نمبر 54 آیت نمبر ۱۱۵ تا ۱۱۸ (سورۃ البقرہ)

## تجوید

### صفاتِ متضادہ کا بیان

سوال: صفاتِ متضادہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: صفاتِ متضادہ سے مراد کسی حرف کی وہ لازمی صفات ہیں جو ایک دوسرے کی "ضد" ہوتی ہیں۔ یعنی ہر صفت کے مقابلے میں دوسری صفت ہے۔

سوال: صفاتِ متضادہ کتنی ہیں؟

جواب: صفاتِ متضادہ دس (10) ہیں۔

سوال: صفاتِ متضادہ کے معنی، مع اضداد بتائیں؟

جواب: صفاتِ متضادہ کے معنی، مع اضداد درج ذیل ہیں۔

| نمبر شمار | صفت | معنی | ضد | صفت | معنی |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ھَمْسٌ | پستی، ضعف | X | جَھْرٌ | بلندی |
| ۲ | شِدَّت | سختی، قوت | X | رِخوَتْ | نرمی |
| ۳ | اِسْتِعْلاء | پُر پڑھنا، بلندی | X | اِسْتِفَالُ | زبان کا نیچے رہنا |
| ۴ | اِطّبَاق | لپٹنا | X | اِنْفِتَاحُ | کھلنا |

| ۵ | اِذلَاق | پھسلنا | X | اِصْمَات | جماوَ |
|---|---|---|---|---|---|

نوٹ: صفتِ شدّت اور رخوت کے درمیان صفتِ توسط پائی جاتی ہے۔

# ترجمہ

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا

| متن | وَ | لِلّٰهِ | الْمَشْرِقُ | وَ | الْمَغْرِبُ | فَأَيْنَمَا | تُوَلُّوْا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | اور | اللہ ہی کیلئے | مشرق | اور | مغرب | پس جدھر بھی | تم رخ کرو |
| عرفان القرآن | اور مشرق و مغرب (سب) اللہ ہی کا ہے، پس تم جدھر بھی رخ کرو۔ | | | | | | |

فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌO

| أمتن | فَثَمَّ | وَجْهُ | اللّٰهِ | اِنَّ | اللّٰهَ | وَاسِعٌ | عَلِيْمٌ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | پس اسطرف | رخ ہے | اللہ کا | بیشک | اللہ | وسعت والا | جاننے والا ہے |
| عرفان القرآن | ادھر ہی اللہ کی توجہ ہے۔ بیشک اللہ بڑی وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ | | | | | | |

وَقَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ط بَلْ لَّهٗ مَا فِي

| متن | وَ | قَالُوْا | اتَّخَذَ | اللّٰهُ | وَلَدًا | سُبْحٰنَهٗ | بَلْ | لَهٗ | مَا | فِي |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | اور | انہوں نے کہا | بنا لیا | اللہ | بیٹا | وہ پاک ہے | بلکہ | اسی کا ہے | جو | میں |
| عرفان القرآن | اور وہ کہتے ہیں اللہ نے اپنے لئے اولاد بنائی ہے، حالانکہ وہ پاک ہے، بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ | | | | | | | | | |

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ط كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَO بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ط

| متن | السَّمٰوٰتِ | وَ | الْأَرْضِ | كُلٌّ | لَهٗ | قَانِتُوْنَ | بَدِيْعُ | السَّمٰوٰتِ | وَالْأَرْضِ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | آسمان | اور | زمین | سب کچھ | اسی کیلئے | فرمانبردار | وجود میں لانا | آسمانوں | اور زمین |
| عرفان القرآن | (سب) اسی کا ہے، (اور) سب کے سب اس کے فرمانبردار ہیں، وہی آسمانوں اور زمین کو وجود میں لانے والا ہے | | | | | | | | |

وَاِذَا قَضٰى أَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُO

| متن | وَ | اِذَا | قَضٰى | أَمْرًا | فَاِنَّمَا | يَقُوْلُ | لَهٗ | كُنْ | فَيَكُوْنُ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | اور | جب | فیصلہ کرلیتا ہے | کسی کام کا | اتنا ہی | فرماتا ہے | اسکو | ہوجا | پس ہوجاتی ہے |
| عرفان القرآن | اور جب کسی چیز کا فیصلہ فرمالیتا ہے تو پھر اس کو صرف یہی فرماتا ہے کہ تو ہوجا، پس وہ ہوجاتی ہے | | | | | | | | |

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ

| متن | وَ | قَالَ | الَّذِيْنَ | لَا | يَعْلَمُوْنَ | لَوْ | لَا | يُكَلِّمُنَا | اللّٰهُ | اَوْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | اور | کہتے ہیں | وہ لوگ جو | نہیں | جانتے | کیوں | نہیں | کلام کرتا ہم سے | اللہ | یا |
| عرفان القرآن | اور جو لوگ علم نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں فرماتا یا | | | | | | | | | |

تَاْتِيْنَا اٰيَةٌ ط كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ط

| متن | تَاْتِيْنَا | اٰيَةٌ | كَذٰلِكَ | قَالَ | الَّذِيْنَ | مِنْ | قَبْلِهِمْ | مِثْلَ | قَوْلِهِم |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | آتی ہمارے پاس | نشانی | اسی طرح | کہا | ان لوگوں نے | سے | ان سے پہلے | مانند | بات انکی |
| عرفان القرآن | ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی؟ اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی انہیں جیسی بات کہی تھی | | | | | | | | |

تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ قَدْبَيَّنَّاالْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَO

| متن | تَشَابَهَتْ | قُلُوْبُ | هُمْ | قَدْ | بَيَّنَّا | الْاٰيَاتِ | لِ | قَوْمٍ | يُّوْقِنُوْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لفظی ترجمہ | ایک جیسے ہیں | دل | انکے | بیشک | ہم واضح کرچکے ہیں | نشانیاں | کیلئے | قوم | یقین والے |
| عرفان القرآن | ان لوگوں کے دل آپس میں ایک جیسے ہیں، بیشک ہم نے یقین والوں کیلئے نشانیاں خوب واضح کر دی ہیں۔ | | | | | | | | |

# تفسیر

## وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ... الخ

۱۔ شرق وغرب سب اللہ کی مملکت ہے۔

۲۔ ہر سمت میں وجہ اللہ ہے۔اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا کسی سمت کے ساتھ خاص نہیں ہے وہ محیط الکل اور علیم بالذات ہے۔

۳۔ باری تعالیٰ کے اسمائے صفات

فائدہ: صوفیاء نے وحدۃ الوجود اور بعض نے وحدۃ الشہود کا استدلال اسی آیت کریمہ سے کیا ہے۔

## وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ...... الخ

۱۔ اہل کتاب کے عقیدہ اولاد الٰہی کی تردید اور دلیل توحید

## بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ..... الخ

۱۔ باری تعالیٰ کا بالائی اور زیریں کائنات کو اصلاً عدم سے وجود میں لانا۔

۲۔ تکمیل امر کے لیے حکم کُنْ فرمانا

## وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ... الخ

۱۔ مشرکین کے بے ہودہ مطالبات اور ان کا جواب

۲۔ دلائل صرف طالبان یقین کو فائدہ دیتے ہیں کج بحثی کرنے والوں کو نہیں۔اللہ تعالیٰ سے نشانی طلب کرنے والوں کو جواب دیا گیا ہے کہ الوہی نشانیوں کا عظیم مجموعہ اور پیکر اتم تو تمہارے پاس آ چکا ہے جس کا نام حضرت محمد ﷺ ہے جو بشیر و نذیر ہے۔ اس عظیم نشانی کے بعد کس نشانی کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ (تفسیر منہاج القرآن)

## اللہ تعالیٰ کی اولاد نہ ہونے پر دلائل

یہودیوں نے کہا تھا کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں' عیسائیوں نے کہا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور مشرکوں نے کہا تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں' اس سے پہلی آیات میں یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کے مذموم عقائد اور اقوال و افعال کا بیان کیا گیا ہے۔ان کے مذموم اقوال میں سے ایک قول یہ بھی تھا کہ اللہ اولاد رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ اللہ کی ملکیت ہے اور اولاد باپ کی ملکیت نہیں ہوتی نیز اولاد باپ کی مثل اور اس کی جنس سے ہوتی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو وہ بھی اللہ کی طرح واجب' قدیم اور الہ ہوتی' جبکہ متعدد' واجب اور قدیم نہیں ہو سکتے اور نہ ہی متعدد اللہ ہو سکتے ہیں کیونکہ کائنات کی ہر چیز اللہ کی مملوک اور اس کی مطیع ہے اور واجب' قدیم اور الہ کسی کا مملوک اور مطیع نہیں ہو سکتا۔(تفسیر تبیان القرآن)

## حدیث

عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ ﷺ في رواية طويلة أَرْسَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ﷺ إِلَى قُرَيْشٍ ...... فَدَعُوْا عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ﷺ لِيَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَأَبَى أَنْ يَّطُوْفَ وَقَالَ: كُنْتُ لَا أَطُوْفُ بِهِ حَتَّى يَطُوْفَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَرَجَعَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

''حضرت موسیٰ بن عقبہؓ سے طویل واقعہ میں مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو (صلح حدیبیہ کے موقع پر) کفار کی طرف (سفیر بنا کر) روانہ کیا (مذاکرات کے بعد) انہوں نے حضرت عثمان ﷺ کو طواف کعبہ کی دعوت دی تو انہوں نے فوراً انکار کر دیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہیں کر لیتے اور پھر (بغیر طواف کئے) پلٹ کر حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ گئے۔''

☆☆☆☆☆

# لانگ مارچ کی کامیابیاں

ملیحہ صبا

آج کل جدید زمانے میں جدید ذرائع ابلاغ و جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے دنیا ایک گلوبل ویلج بن گئی ہے۔ جس طرح سے دنیا کی اکانومی اور کلچر گلوبلائز ہورہے ہیں اسی طرح سے مسائل بھی گلوبلائز ہورہے ہیں۔ ان مسائل میں اول نمبر کا مسئلہ دہشتگردی ہے اور اس گلوبلائزیشن نے پوری گلوب کو ہی گن کے نشانے پر لا کھڑا کیا ہے جسمیں سرفہرست پاکستان ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: ''جب کسی بستی میں ظلم ہوتا دیکھو تو اسے ظلم سے نجات دلاؤ'' یہ آیت کریمہ کسی دوسرے ملک میں بھی جا کر ظالم سے نجات دلانے پر دلالت کرتی ہے تو پھر اپنے ہی ملک میں عوام الناس پر ظلم ہوتا دیکھ کر ظالموں کو اس سے روکنے پر بدرجہ اولیٰ دلالت کرتی ہے۔ تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے قائد ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جب 23 دسمبر 2012ء کو پاکستان واپس آئے تو پاکستانی عوام نے ان کا والہانہ استقبال کرکے اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ بھی ایسے ہی کسی مسیحا کی تلاش میں پلکیں بچھائے ہوئے تھے۔ مینار پاکستان پر کروڑوں لوگوں کے حقوق کی بات کرنے والا وہ واحد شخص تھا جو تمام مفادات سے بالاتر ہوکر ایک وکیل کے فرائض انجام دے رہا تھا اور طاغوتی قوتوں کو یہ باور کرا رہا تھا کہ ظلم سے باز آجاؤ تاکہ غریب عوام پرسکون طریقے سے جی سکے وگرنہ ہم پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پہنچ کر ہی اس کا فیصلہ کریں گے۔ وہ 23 دسمبر کے بعد بھی پریس کانفرنس کرکے ملک پاکستان کے حکمرانوں کو مذاکرات کرنے کی دعوت دیتے رہے۔ مگر ان کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگی۔ آخر کار نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ لانگ مارچ کا قافلہ 13 جنوری کو پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد کی طرف روانہ ہوگیا۔

14 جنوری رات تقریباً 3 بجے جب عوامی لانگ مارچ پارلیمنٹ ہاؤس پہنچا تو وہاں پر متعدد طریقے سے عوام کو ہراساں کرنے کی چال چلی گئی تاکہ عوام خوف و ہراس کے باعث منتشر ہوجائیں مگر معاملات اس کے برعکس

نکلے۔ وہ منتشر ہونے کے بجائے مزید کمر بستہ ہوئے۔ وہ ان حالات میں مہینوں رہنے کو تیار تھے مگر حکومت اس وقت بھی مذاکرات کرنے کو تیار نہ تھی بلکہ مستقل اپنی بے حسی کا ثبوت دے رہی تھی اور دھمکیاں دے رہی تھی۔ ان حالات میں میڈیا نے بھرپور ساتھ دیا اور بیرون ملک حکمرانوں کی طرف سے مستقل یہی بیان آرہے تھے کہ کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے، وہ پرامن ہیں انہیں پرامن رہنے دیا جائے۔ قافلہ کے روانہ ہونے سے قبل ایک ہی سوال جنم لے رہا تھا کہ کسی بھی قسم کے جانی و مالی نقصان کا ذمہ دار کون ہوگا؟ میڈیا کو یہی جواب دیا جارہا تھا کہ ایک پتہ بھی نہیں گرے گا۔ ایک گملا بھی نہیں ٹوٹے گا۔ ایک پتھر نہیں چلے گا۔ درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ ایسے نازک حالات میں جن کا مقابلہ مائیں، بہنیں، بیٹیاں حتیٰ کہ کم عمر معصوم بچے کررہے تھے۔ سب 5 روز صبر و استقامت کا دامن تھامے نہایت سکون و اطمینان اور دلجمعی کے ساتھ بیٹھے رہے مگر کسی قسم کی بدنظمی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ہم نے ان کے درمیان روز قیامت تک عداوت و بغض ڈال دیا ہے جب بھی یہ لوگ جنگ کی آگ بڑھکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور یہ (روئے) زمین میں فساد انگیزی کرتے رہتے ہیں۔ (المائدہ،۵:۶۴)

اسی طرح حدیث مبارکہ میں ہے:

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی قوم کے ساتھ اس وقت تک جنگ نہیں کی جب تک انہیں دعوت نہیں دی''۔ (الدارمی، السنن، کتاب السیر، ۲:۱۶۷، رقم:۲۴۷۹)

مذکورہ آیت کریمہ اور حدیث سے ثابت ہے کہ حتی الامکان مصالحت کی کوشش کرنے کا حکم ہے۔ لہذا اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے قائد تحریک منہاج القرآن و پاکستان عوامی تحریک نے بھی ایسا ہی لائحہ عمل اپنایا اور آخر تک مذاکرات کی دعوت دیتے رہے مگر پھر مجبور ہوکر 5 دن بعد آخری قدم اٹھانے کا اعلان سن کر حکمرانوں پر لرزہ طاری ہوگیا کہ کہیں ہمارا تختہ نہ الٹ دیں۔ اس طرح وہ مذاکرات پر رضا مند ہوئے۔

## مذاکرات کے بعد مصالحت

اسلام چونکہ خون خرابہ کو ناپسند کرتا ہے لہذا وہ مذاکرات کے ذریعے فتنہ و فساد کے خاتمے کا حکم دیتا ہے چاہے مذاکرات مفاہمت میں ہوں یا پھر مخالفت میں ہوں یا پھر بعد میں دھوکہ دہی پر منتج ہوں۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

''اور اگر وہ (کفار) صلح کے لیے جھکیں تو آپ بھی اس کی طرف مائل ہوجائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ بے شک وہی خوب سننے والا جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ چاہیں کہ آپ کو دھوکہ دیں تو بے شک آپ کے لیے اللہ کافی ہے، وہی ہے جس نے آپ کو اپنی مدد کے ذریعے اور اہلِ ایمان کے ذریعے طاقت بخشی''۔

اسی طرح صلح حدیبیہ کا واقعہ ہوا جب معاہدہ تحریر کیا جارہا تھا تو بات بات پر سہیل بن عمرو تنازعہ پیدا کررہا تھا لیکن باوجود اس کے آقا ﷺ صبروتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے درگزر فرمارہے تھے۔

## صلح نامہ حدیبیہ

دلائل النبوۃ میں ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھئے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جس پر سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا اور کہا کہ میں نہیں جانتا یہ کیا ہے بلکہ اس طرح لکھئے جیسے پہلے لکھا کرتے تھے یعنی باسمک اللہم''۔

(بیہقی، دلائل النبوۃ، ج۴، ص۱۰۵)

اسی طرح لفظ ''محمد'' ﷺ پر تنازعہ ہوا کہ اگر ہم یہ جانتے کہ آپ رسول اللہ ہیں تو ہم بیت اللہ سے کیوں روکتے۔ لکھیں: محمد بن عبداللہ کی طرف سے تحریر ہے۔ آپ ﷺ نے اسی طرح لکھوایا۔

ابن ہشام یوں رقمطراز ہیں:

یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد ابن عبداللہ نے سہیل ابن عمرو سے صلح کی۔ دونوں نے اتفاق کرلیا کہ دس سال تک جنگ بند رہے گی۔ اس دس سال میں لوگ امن کی زندگی بسر کریں گے اور وہ ایک دوسرے سے ہاتھ روکے رکھیں گے۔ شرط یہ ہے کہ قریش کا جو آدمی ولی کی اجازت کے بغیر حضرت محمد ﷺ کے پاس آئے گا حضرت محمد ﷺ اسے واپس لوٹائیں گے اور حضرت محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے جو شخص قریش کے پاس آئے وہ اسے واپس نہ کریں گے نیز یہ کہ دلوں کی عداوت دلوں میں ہی رہے گی انہیں ظاہر نہ کیا جائے گا۔ نہ بدعہدی اور خیانت کی جائے گی اور یہ کہ جو پسند کرے حضرت محمد ﷺ کے عقد میں داخل ہوجائے۔

(ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۳:۳۱۷۔۳۱۸)

## حضرت عمرؓ کا اضطراب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ غمگین تھے لہٰذا وہ بار بار یہ سوال کرتے تھے کہ یارسول اللہ ﷺ کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ہم ضرور حق پر ہیں اور پھر ان کو حوصلہ دے کر صبر کا حکم دیا۔

دلائل النبوۃ میں یوں رقم ہے:

حضور ﷺ نے جواب دیا کہ بے شک میں اللہ کا رسول ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا وہ میرا مددگار ہے۔ پھر سوال کیا کہ کیا آپ نے یہ نہیں بتایا تھا کہ ہم بیت اللہ میں آئیں گے اور طواف کریں گے کیا یہ بات سچ نہیں تھی؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں میں نے تمہیں خبر دی تھی مگر کیا یہ کہا تھا کہ اسی سال کریں گے؟ میں نے کہا کہ نہیں یہ نہیں کہا تھا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم بیت اللہ میں آؤ گے اور طواف بھی کرو گے۔ (بیہقی، دلائل النبوۃ، ج۴، ص۱۵۶)

وقت نے ثابت کردیا کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی بات درست ثابت ہوئی۔ لہذا اسلام کی رو سے صلح حدیبیہ ہمیں یہی درس دیتا ہے کہ مسلمان ہمیشہ خون خرابہ، فتنہ وفساد سے اجتناب کرتا ہے اور حتی الامکان مصالحت کی کوشش کرتا ہے۔ صلح حدیبیہ بظاہر مسلمانوں کے خلاف ہوئی مگر اس سے بیشتر فوائد حاصل ہوئے۔ حالانکہ وقتی طور پر صحابہ کرامؓ کے دل آزردہ بھی ہوئے تھے۔

## صلح حدیبیہ کے فوائد

۱۔ مسلمانوں کو 10 سال تک غیر مسلموں سے پرامن رہنے کا معاہدہ کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ انہیں مدینہ میں اسلام کی اشاعت احسن طریقے سے کرنے کا موقع ملا۔ جس کی وجہ سے کفار جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے۔

۲۔ کفار خود تنگ آ کر ہی معاہدہ توڑنے پر مجبور ہوئے جبکہ مسلمان مدینہ پاک میں نہایت منظم طریقے سے اپنی قوت کو مضبوط کر چکے تھے۔

۳۔ حضرت ابو جندلؓ جنہیں مسلمان چھوڑ آئے تھے ان کی تکلیف و پریشانی کو دیکھ کر بھی بہت سے لوگ بدظن ہوئے جس میں ابونصیر بھی تھے۔

۴۔ لیکن جب قریش کے کہنے پر واپس بھیجنے سے وہ مکہ مدینہ کے راستے میں بیٹھ کر ان کی تجارتی قافلوں کو تنگ کرنے لگے تو وہ پریشان ہوئے۔

۵۔ بالآخر وہ معاہدہ توڑنے پر رضا مند ہوگئے۔

۶۔ ہر وہ شق جو بظاہر مخالفت میں تھی مفاہمت کا پیش خیمہ بنی۔

۷۔ فتح مبین کی صورت میں اللہ رب العزت کی خوشنودی حاصل ہوئی۔

اسی طرح سے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ لانگ مارچ میں گئے اتنا پیسہ خرچ کیا۔ کیا فائدہ ہوا؟ تو وہ غافل ہیں۔ ہمیں بے حد فوائد حاصل ہوئے۔ یہ الگ بات ہے کہ صلح حدیبیہ کی طرح کامیابی ابھی نظر نہیں آرہی۔ لیکن مستقبل میں سب کچھ واضح ہوجائے گا۔

## لانگ مارچ کے فوائد

لانگ مارچ میں ہمیں بے شمار فوائد حاصل ہوئے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ دنیائے عالم کو پاکستانی قوم نے یہ باور کرایا کہ پاکستانی قوم نہایت منظّم، پرامن اور صلح جو ہے وہ دہشت گردی کو نہ صرف ناپسند کرتی ہے بلکہ اس کی مخالفت کرتی ہے۔

۲۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں جو ہدایات جاری کیں کہ مسلمان حد سے تجاوز نہ کریں اور اگر دوسرے مخالف صلح کے لئے جھکیں تو ان کے ساتھ صلح کی جائے۔ اس حکم پر عمل کرکے دین اسلام کا نام روشن کیا گیا۔

۳۔ دنیا کو پاکستانی قوم کے اتحاد و اتفاق کا پتہ چلا کہ کسی ایک فرد کو تکلیف ہوتی ہے تو تمام قوم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر نہایت ہمت، حوصلہ اور دلجمعی کے ساتھ مقابلے کے لئے ڈٹ کر کھڑی ہوجاتی ہے۔ لہٰذا ہمیں ان کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھنا چاہئے وگرنہ وہ اسی طرح سے ڈٹ کر ہمارا منہ توڑ جواب دیں گے۔

۴۔ دنیا کو علم ہوگیا کہ پاکستانی قوم کے پاس ہمدرد، نیک نیت، تقویٰ پر گامزن، مفادات سے بالا تر لیڈر اور ایک ایسا مسیحا ہے جو اپنی قوم کا ہمدرد اور وفادار ہے جس کی ایک آواز پر پوری قوم اس کا ساتھ دینے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔

۵۔ آئین کے آرٹیکل 63,62 پر عملدرآمد کا مطالبہ تسلیم کرلیا گیا جس کے جزوی طور پر مظاہر بھی نظر آرہے ہیں۔

۶۔ بیلٹ پیپر میں ایک خانہ خالی رکھنے کا مطالبہ بھی تسلیم کرلیا گیا تاکہ کرپٹ سیاستدانوں سے مایوس عوام اپنا احتجاج ریکارڈ کراسکیں۔

۷۔ الیکشن کمیشن کے غیر آئینی ہونے اور جانبدار ہونے کے مظاہر بھی سامنے آرہے ہیں جس سے قوم کی آنکھیں کھل رہی ہیں۔

یہ ہماری بظاہر چند ایک وہ کامیابیاں ہیں جن کی طرف شاید ہماری نظر ابھی نہیں پہنچ رہی لیکن جوں جوں وقت گزرتا جائے گا اس کرپٹ نظام کی اصل حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی جائے گی۔ تب نکتہ چینی کرنے والے حضرات خود کہیں گے کہ نہیں پاکستان کو ایسے ہی مسیحا کی ضرورت تھی۔ لیکن بقول کسے

؎ اب کیا پچھتائے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

ہمارا معاشرہ اپنے ہی جیسے لٹیروں، بے ایمانوں، بے ضمیر لوگوں کو پسند کرتا ہے تاکہ ان کا بھی کاروبار چلتا رہے اور کوئی ان کی راہ میں رکاوٹ نہ پیدا کرسکے۔ مگر!

؎ مایوس تو نہیں ہیں طلوعِ سحر سے ہم

☆☆☆☆☆

# گلدستہ

مرتّبہ: ملکہ صبا

## شاعری

جب کوئی کلی صحن گلستان میں کھلی ہے
شبنم میں آنکھوں میں وہیں تیر گئی ہے
جس کی سر افلاک بڑی دھوم مچی ہے
آشفتہ سری ہے مری آشفتہ سری ہے
اپنی تو اجالوں کو ترستی ہیں نگاہیں
سورج کہاں نکلا ہے کہاں صبح ہوئی ہے
بچھڑی ہوئی راہوں سے جو گزرے ہیں کبھی ہم
ہر گام پہ کھوئی ہوئی اک یاد ملی ہے
اک عمر سنائیں تو حکایت نہ ہو پوری
وہ روز میں ہم پر جو یہاں بیت گئی ہے
ہنسنے پر نہ مجبور کرو، لوگ ہنسیں گے
حالات کی تفسیر تو چہرے پر لکھی ہے

(حبیب جالب)

## اقوال زریں

۱۔ جب معدہ بھر جائے تو قوت فکر کمزور پڑ جاتی ہے اور حکمت و دانش کی صلاحیتیں گونگی ہوتی ہیں۔

(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

۲۔ جس انسان کو سال بھر میں کوئی رنج کوئی تکلیف نہ ہوتو وہ جان لے مجھ سے میرا رب ناراض ہوگیا ہے۔

(حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ)

۳۔ پریشانی تذکرہ کرنے سے بڑھ جاتی ہے جبکہ خاموش ہونے سے کم صبر کرنے سے ختم اور شکر کرنے سے خوشی میں بدل جاتی ہے۔ (حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ)

۴۔ دانائیوں میں اعلیٰ درجے کی دانائی تقویٰ اور کمزوریوں میں سب سے بڑی کمزوری بداخلاقی و بداعمالی ہے۔ (حضرت امام حسین علیہ السلام)

۵۔ اگر چڑیوں میں اتحاد ہوجائے تو وہ شیر کی کھال اتار سکتی ہیں۔ (شیخ سعدیؒ)

## پانی کے استعمال سے وزن کم کیا جائے

صاف اور شفاف پانی کے جہاں بہت سے فائدے ہیں وہاں اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ہم اس سے اپنا وزن کسی حد تک کم کرسکتے ہیں۔ دن میں کم از کم آٹھ گلاس پانی جہاں آپ کو بہت سی بیماریوں سے بچاتا ہے اور آپ کے چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے وہیں آپ کے جسم کا غیر ضروری وزن کم کرنے میں بھی بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔

روزانہ کم از کم آٹھ گلاس پانی اور صبح اٹھ کر کم از کم 3 گلاس پانی پئیں (خالی پیٹ) تو آپ کے جسم کی فالتو چربی پگھلنا شروع ہوگی جس سے آپ کے جسم میں نمایاں تبدیلی آئے گی اور روز آٹھ گلاس پانی آپ کے جسم میں سستی اور کام کرنے کی صلاحیت پیدا کردیتا ہے جس سے آپ عام حالات سے زیادہ کام کرتے ہیں اور اس طرح زیادہ بھاگ دوڑ کرنے سے آپ کے جسم سے فالتو چربی کم ہوتی ہے اور آپ کم دنوں میں بہت حد تک اپنا وزن کم کرلیتے ہیں۔

# چکن چاؤمن

## اجزاءترکیبی

| | |
|---|---|
| چکن (بغیر ہڈی) | 1/2 آدھا کلو |
| سویا ساس | 3 کھانے کے چمچ |
| کارن فلور | 1 چائے کا چمچ |
| ہری پیاز کے پتے | 1 پیالی |
| کالی مرچ پاؤڈر | 1 چائے کا چمچ |
| چکن کیوبز | 2 عدد |
| بند گوبھی | 1 عدد |
| شملہ مرچ | 3 عدد |
| بیسن سپراوئٹس | 1 کپ |
| تیل | 4 کھانے کے چمچ |
| سفید سرکہ | 2 کھانے کے چمچ |
| نمک | 1 چائے کا چمچ |
| گاجر | 3 عدد |
| چینی | 1 چائے کا چمچ |
| نوڈلز | 1 پیکٹ |
| سفید مرچ پاؤڈر | 1 چائے کا چمچ |
| تل کا تیل | چند قطرے |
| ادرک لہسن کا پیسٹ | 1 چائے کا چمچ |
| چکن کیوب ملا ہوا میدہ | آدھا کھانے کا چمچ |

## ترکیب

سب سے پہلے ایک چمچ سرکہ چکن میں، 1 چمچ سویا ساس، نمک اور کان فلور ملا کر آدھے گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ اس کے بعد ایک بڑی دیگچی میں پانی کو گرم کرلیں جب پانی میں ابال آجائے تو اس میں نوڈلز شامل کرلیں اور 1 چمچ تیل بھی ڈال دیں۔ جب نوڈلز گل جائیں تو انہیں فوراً چھلنی میں نکال کر ٹھنڈے پانی سے دھولیں۔ 1 چمچ تیل ڈال دیں تاکہ نوڈلز آپس میں نہ چپکیں۔ اب ایک کڑاہی میں تیل گرم کریں اور پیاز ڈال کر گولڈن کرلیں اور اس کے بعد ادرک اور لہسن کا پیسٹ شامل کردیں اور چکن ڈال کر اچھی طرح بھون لیں۔ اس کے بعد اس میں سبزیاں اور کیوبز ڈالیں اور اس کے ساتھ ہی سویا ساس، سرکہ، نمک، کالی مرچ، سفید پاؤڈر، سفید مرچ پاؤڈر اور میدہ ڈال کر 5 منٹ تک پکائیں جب سبزیاں اور چکن اچھی طرح گل جائے تو اس میں نوڈلز شامل کردیں اور اس کے ساتھ بینز، سپراؤٹ اور ہرے لہسن کے پتے بھی ڈال دیں اور سب سے آخر میں تل کا تیل ڈالیں اور گرم گرم کھانے کے لئے پیش کریں۔

# صحت کے مسائل

(ڈاکٹر مصباح کنول۔ نشتر میڈیکل)

آنکھیں ہماری روح کا ائینہ دار ہوتی ہیں لہذا ان کی دیکھ بھال میں بھی بے احتیاطی نہیں برتنی چاہئے۔ یہاں ذیل میں ہم آنکھوں کی کشیدگی کو کم کرنے کے چند موثر طریقے تحریر کررہے ہیں جن سے آپ بہتر انداز میں استفادہ کرسکتے ہیں۔

## آنکھوں کی جھنجھلاہٹ دور کرنے کیلئے دھات کے چمچوں کا استعمال

آنکھوں کی تھکاوٹ کو ختم کرنے کیلئے سب سے سادہ اور موثر طریقہ یہ ہے کہ دھات کے دو چمچوں کو برف سے بھرے گلاس یا فریزر میں کچھ منٹوں کے

لئے رکھ دیں۔ جب دونوں چمچ پوری طرح ٹھنڈے ہوجائیں تو پھر ایک چمچ کو آنکھ بند کرکے پپوٹے پر کم از کم ایک منٹ کے لئے رکھیں اور پھر دوسرے چمچ کو بھی آنکھ کے پپوٹے پر اسی انداز میں رکھیں اس سے آپ کی آنکھوں کی سوجن وتھکان دور ہوجائے گی۔

## ٹھنڈے پانی کا استعمال

اپنے چہرے پر کچھ منٹوں کے لئے ٹھنڈے پانی کے چھینٹیں ماریں یہ عمل بھی آپ کی آنکھوں کی کشیدگی اور کھچاؤ کو کم کردیتا ہے۔

## کھجور کے فوائد

کھجور کو قدیم زمانے میں میٹھے کے طور پر استعمال کرتے تھے مگر اسلام کی آمد کے بعد اس کی خصوصیات مزید ابھر کر سامنے آئیں۔

کھجور کی اقسام بے شمار ہیں ان میں عجوہ، شامی، مبشل، برنی سر فہرست ہیں۔ حضور ﷺ نے عجوہ اور برنی کھجوروں کو پسند فرمایا ہے۔ برنی کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ پیٹ کی بیماریوں کو نکالتی ہے اور اس کے اندر کوئی بیماری نہیں ہے جبکہ برنی کھجور ایک طرف سے موٹی ہوتی ہے اور اس کی گٹھلی بھی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ عجوہ کھجور کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ یہ پھل جنت سے ہے اور اس میں زہر سے شفا ہے۔ جو شخص روزانہ صبح کے وقت سات عدد یہ کھجور کھائے گا وہ زہر اور جادو سے محفوظ رہے گا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ عجوہ جنت سے ہے اور اس میں بیماریوں سے شفاء ہے۔

جدید تحقیق نے بھی اس کی اہمیت کو واضح کردیا ہے کہ کھجور السر، معدے کے زخم اور امراض قلب کے لئے نہایت مفید ہے اور اس میں فولاد کی مقدار 10.6 فیصد ہوتی ہے جو کہ دیگر سبزیوں اور پھلوں کی نسبت بہت زیادہ ہے اس لئے کھجور کو خون پیدا کرنے کا خزانہ کہاں جاتا ہے۔ وہ لوگ جو کمزور اور فربہ جسامت کے مالک ہوں یا جنہیں سردی زیادہ لگتی ہے ان کے لئے بہت مفید ہے۔

## کرپٹ نظام کے خلاف دھرنا

11 مئی کو دھرنا ہوگا
سولی پر جب چڑھنا ہوگا
موت سے پھر کیا ڈرنا ہوگا
ووٹ نہ دیں گے دھرنا دیں گے
عہد ہمیں یہ کرنا ہوگا
جھوٹی قسمیں جھوٹے وعدے
اور انہیں کیا کرنا ہوگا
خون غریبوں کا چوسیں گے
پیٹ ایندھن سے بھرنا ہوگا
گھوڑوں کو وہ دیں گے مربّہ
گھاس ہمیں ہی چرنا ہوگا
بجلی، پانی، گیس نہیں ہے
اگلے سال یہ گھر نہ ہوگا
حکم قائد کا مان کر رفعت
سر اپنا خم کرنا ہوگا
کرپٹ نظام سے لڑنا ہوگا
11 مئی کو دھرنا ہوگا

☆☆☆☆☆

# منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

## شیخ الاسلام مدظلہ کا منہاج کالج برائے خواتین کا وزٹ اور تربیتی نشست

رپورٹ: ملکہ صبا

منہاج کالج برائے خواتین کی طالبات کے ساتھ خصوصی تربیتی نشست کے لئے جب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کالج پہنچے تو کالج کی پرنسپل محترمہ فرح ناز، اساتذہ، طالبات اور دیگر مہمانان گرامی جن میں ناظم اعلیٰ تحریک محترم شیخ زاہد فیاض کی زوجہ محترمہ اقصیٰ ناز بھی شامل تھیں نے نہایت پرتپاک انداز میں شیخ الاسلام مدظلہ العالی کا استقبال کیا۔ تلاوت قرآن پاک اور درود وسلام سے آغاز کے بعد پرنسپل محترمہ فرح ناز نے کالج کی گزشتہ سالوں کی رپورٹ پیش کی اور شیخ الاسلام مدظلہ سے تربیتی گفتگو کی درخواست پیش کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ نے تربیتی خطاب کرتے ہوئے نہایت قلیل وقت میں مگر نہایت احسن انداز میں طالبات کو قرب الٰہی کی طرف گامزن ہونے کا طریقہ بتایا اور منہاج القرآن میں حصول تعلیم کا محور و مرکز اتباع صالحین کو قرار دیا۔ شیخ الاسلام مدظلہ کا یہ خطاب خواتین اور طالبات کی تربیت کے لئے نہایت اہمیت کا حامل ہے جسے شروع میں الگ شائع کیا گیا ہے۔

## پاکستان عوامی تحریک کا ملک گیر ورکرز کنونشن

گذشتہ ماہ مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن میں پاکستان عوامی تحریک کے زیر اہتمام عظیم الشان ورکرز کنونشن منعقد ہوا جو بذریعہ ویڈیو کانفرنس بیرونی دنیا اور ملک کے 300 شہروں میں براہ راست دیکھا گیا۔ کنونشن میں تحریک منہاج القرآن کی فیڈرل کونسل کے صدر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، تحریک منہاج القرآن انٹرنیشنل کے مرکزی امیر صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، پاکستان عوامی تحریک کے صدر محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، ناظم اعلیٰ تحریک محترم شیخ زاہد فیاض، سیکرٹری جنرل محترم خرم نواز گنڈاپور، ایڈیشنل سیکرٹری جنرل PAT محترم انوار اختر ایڈووکیٹ، امیر تحریک لاہور محترم ارشاد احمد طاہر کے علاوہ دیگر قائدین موجود تھے۔

اس موقع پر پاکستان عوامی تحریک کے قائد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان عوامی تحریک کے لاکھوں کارکن اور ساری قوم 11 مئی کو پرامن دھرنے دے کر اس استحصالی نظام انتخاب کو یکسر مسترد کریں گے۔ پاکستان کی 65 سالہ تاریخ کا یہ پہلا واقعہ ہوگا کہ جہاں لوگ ووٹ ڈالیں گے وہاں لاکھوں افراد پولنگ سٹیشنوں سے دور رہ کر اور امن و امان برقرار رکھتے ہوئے اس نظام کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اپنا احتجاج ریکارڈ کروائیں گے۔ پاکستان کے تمام شہروں میں دھرنے ہونگے۔ دھرنے کے شرکاء کسی کو ووٹ ڈالنے سے نہیں روکے گیں بلکہ صرف اس کرپٹ نظام انتخاب کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ

کرائیں گے اور قوم کو یہ بتائیں کہ کرپٹ نظام سے لڑنا ہوگا 11 مئی کو دھرنا ہوگا۔ انتخابی اصلاحات کے بغیر ہونے والے انتخابات قوم سے مذاق اور فراڈ ہونگے۔ ان الیکشن کے نتیجے میں کوئی بھی مستحکم حکومت نہ بن سکے گی۔ مجھے اس ملک وقوم کے مقدر پر دکھ ہے۔ اس ملک کی حالت اور کبھی اس قوم کو دیکھتا ہوں تو یوں لگتا ہے یہ ملک ICU میں پڑا ہوا ہے۔ 11 مئی کے بعد مخلوط پارلیمنٹ وجود میں آئے گی اور پھر ساری قوم کہے گی کہ پاکستان عوامی تحریک کا فیصلہ درست تھا۔ یہ گندی سیاست اور کرپشن والا نظام ہماری منزل نہیں۔ ہمارے مقاصد اور منزل اس ملک کے غریب عوام کو انکے حقوق دلانا اور ملک کو ٹوٹنے سے بچانا ہے۔

پاکستان میں پہلے بھی لوگوں کی اکثریت ووٹ نہ ڈال کر اس کرپٹ نظام کو مسترد کرتی ہے۔ 23 دسمبر کے تاریخی جلسے، 14 جنوری کے فقید المثال لانگ مارچ اور لیاقت باغ کے جلسے تک پاکستان عوامی تحریک کی جدوجہد نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم عوام کے ایجنڈے اور حقوق کیلئے کام کر رہے ہیں۔ اگر آج قوم نے اس نظام کو مسترد کر دیا تو یہی جدوجہد مستقبل میں حقیقی جمہوریت اور ملک میں خوشحالی کا باعث ہوگی۔ انقلاب عوام اور پاکستان کا مقدر بن چکا اور وہ آ کر رہے گا۔ 11 مئی کو نام نہاد الیکشن کے تماشے کو سب دیکھ لیں گے کہ جمہوریت کے نام پر اس ملک کے عوام کے ساتھ کتنا بڑا دھوکہ اور فراڈ ہوگا۔ اس فرسودہ نظام اور غیر حقیقی جمہوریت نے ان غریب عوام کو سوائے بھوک، افلاس، بے روزگاری، دہشت گردی اور عدم تحفظ کے اور کیا دیا ہے۔ پاکستان عوامی تحریک عوام کے حقوق کی جنگ جاری رکھے گی اور اس ملک کے ہر فرد کو اسکے حقوق دلا کر دم لے گی۔

## قائدین تحریک کی تصوف سیمینار ایوان اقبال میں خصوصی شرکت

ایوان اقبال لاہور میں ایک عظیم الشان تصوف سیمینار 24 مارچ 2013ء کو منعقد ہوا۔ جس کی میزبانی پیر طریقت حضرت خواجہ غلام قطب الدین فریدی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ گڑھی شریف و صدر نیشنل مشائخ کونسل پاکستان) نے فرمائی۔ یہ سیمینار روزنامہ جنگ مذہبی ونگ کے تعاون سے محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اور حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ کی یاد میں منعقد کیا گیا تھا۔ سیمینار کی صدارت سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (انڈیا) پیر طریقت محمد طاہر نظامی نے فرمائی جبکہ مہمان خصوصی مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن پیر طریقت حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی تھے۔ دیگر مہمانان گرامی میں مرکزی ناظم رابطہ علماء ومشائخ منہاج القرآن صاحبزادہ محمد حسین آزاد، تحریک وحدت اسلامی کے چیئرمین صاحبزادہ جاوید اکبر ساقی، اسلام آباد سے محترم پیر محمد سبطین شاہجہانی، محترم پیر صاحبزادہ سعید احمد صابری (سجادہ نشین درگاہ عالیہ منظور المشائخؒ اوکاڑہ)، محترم پیر سید اظہر الحسن گیلانی (سیکرٹری جنرل نیشنل مشائخ کونسل)، محترم دیوان خواجہ احمد مسعود چشتی (زیب سجادہ درگاہ عالیہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ)، محترم ڈاکٹر سید طاہر رضا بخاری (سابق ڈائریکٹر جنرل محکمہ اوقاف و مذہبی امور)، محترم جسٹس (ر) منیر احمد مغل، محترم ڈاکٹر خضر حسین نوشاہی، محترم ڈاکٹر راغب حسین

نعیمی (پرنسپل جامعہ نعیمیہ لاہور)، محترم ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی (صدر مرکز تحقیق فیصل آباد)، محترم صاحبزادہ پیر توصیف النبی، محترم ثروت اعجاز قادری (چیئرمین سنی تحریک پاکستان)، محترم محمد اعجاز شیخ (انچارج مذہبی ونگ روزنامہ جنگ) اور پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شہتاز (کراچی) شامل تھے۔ سیمینار میں حضرت پیر علامہ شاہ حسین گردیزی (کراچی) نے کلیدی مکالہ پیش کیا۔ دیگر مقررین کے خطابات اور مقالہ جات کے بعد آخر میں میزبان سیمینار حضرت پیر خواجہ غلام قطب الدین فریدی نے دیگر مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بالخصوص مرکزی امیر تحریک حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی اور صاحبزادہ محمد حسین آزاد کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی نمائندگی کرتے ہوئے خصوصی شرکت فرمائی۔

# محفل میلاد مصطفیٰ ۔ راولپنڈی

رپورٹ: مسز نسرین اختر

مورخہ 9 مارچ 2013ء کو منہاج القرآن ویمن لیگ PP-5 راولپنڈی کے زیر اہتمام پانچویں سالانہ محفل میلاد ڈھوک غلام علی میں صوفی محمد بخش کے آستانے پر منعقد ہوئی جس میں PP-5 کی تمام UC سے 1500 خواتین نے بھرپور شرکت کی۔

محفل کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ محترمہ رفعت جان نے تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ نقابت کے فرائض محترمہ مریم کبیر نے سرانجام دیئے۔ مقامی نعت خواں بہنوں کے علاوہ منہاج نعت کونسل (ویمن لیگ) لاہور نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں درود و سلام کے تحفے پیش کئے۔ محترمہ مصباح کبیر (ریسرچ سکالر FMRi) نے خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خدمات سے عوام الناس کو روشناس کرایا جبکہ موجودہ کرپٹ نظام کے متعلق خصوصی بریفنگ محترمہ ساجدہ صادق (مرکزی راہنما ویمن لیگ) نے دی۔ جس کے بعد محفل کا اختتام درود و سلام پر ہوا۔

# میلاد و سیرت مصطفیٰ کانفرنس۔ چکوال

رپورٹ: عظمیٰ عروج ملک

منہاج القرآن ویمن لیگ چکوال کے زیر اہتمام العصر میرج ہال میں عظیم الشان محفل میلاد کا انعقاد کیا گیا جس میں پورے چکوال سے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی خواتین نے شرکت کی۔ اس محفل کا مقصد منہاج القرآن کی موجودہ حکمت عملی کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تحریک سے روشناس کروانا تھا۔ اس محفل میں محترمہ شبینہ ماجدہ اور نعت کونسل نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ تبریک پیش کیا اور محترمہ سیدہ نازیہ مظہر نے خطاب کیا۔ اس محفل میں تقریباً 7000 خواتین نے شرکت کی۔ محفل کا اختتام پرسوز درود و سلام و دعا پر ہوا۔

## منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام

# 24 شادیوں کی سالانہ اجتماعی تقریب

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام شادیوں کی 9 ویں سالانہ اجتماعی تقریب 14 اپریل 2013ء کو منہاج یونیورسٹی (بغداد ٹاؤن لاہور) کے گراؤنڈ میں منعقد ہوئی 24 جوڑوں کا نکاح ہوا۔ جس میں ایک مسیحی اور 23 مسلمان جوڑے رشتہ ازدواج میں بندھ گئے جبکہ واہ کینٹ میں 12، فیصل آباد میں 25، خانقاہ ڈوگراں میں 25، بدوملہی میں 5، سیالکوٹ میں 12، دولتالہ میں 36 شادیوں کا اہتمام کیا گیا۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے ہر دلہن کو ڈیڑھ لاکھ روپے مالیت کا گھریلو سامان اور جیولری سیٹ تحفے میں دیا گیا۔ 1500 مہمانوں کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا۔ مرکزی تقریب کی صدارت مرکزی امیر تحریک محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی نے فرمائی جبکہ صاحبزادہ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری مہمان خصوصی تھے۔ دیگر مہمانوں میں اداکار حبیب الرحمٰن، اداکار عثمان پیرزادہ، منہاج ویلفیئر ہالینڈ کے صدر ڈاکٹر عابد عزیز، مفتی اعظم تحریک علامہ مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی اور مرکزی ناظم رابطہ صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری شامل تھے۔

اس موقع پر تقریب کے مہمان خصوصی صاحبزادہ ڈاکٹر حسن محی الدین القادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحریک منہاج القرآن چاہتی تو یہ شادی پر اخراجات کی رقم منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن آپ کو گھر بھی بھجوا سکتی تھی لیکن یہاں پر پروگرام منعقد کرنے کا مقصد انسانی مساوات قائم کرنا ہے جو کہ آقا ﷺ کی سنت بھی ہے۔ یہاں سب کو ایک جیسا جہیز دیا، ایک جیسا کھانا کھایا، ایک جیسا ویلکم کیا۔ اس فرق کو مٹا دیا کہ یہ کس ملک سے تعلق رکھتا ہے یا یہ کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے؟ یہاں مسیحی برادری کو اسی طرح پرتپاک انداز کے ساتھ مساوات پر مبنی شہری حقوق دیئے جو کہ آقا ﷺ کی حیات مبارکہ سے ثابت ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس دور فتن میں تمام پاکستان یکجان ہو کر اس کی بقا و سالمیت پر دھیان دیں اور ایسی مثال پیش کریں جیسے کسی شاعر نے خوب کہا ہے!

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز          نہ کوئی بندہ رہا نہ بندہ نواز

ساتھ ہی آپ نے بتایا کہ یہاں اجتماعی شادیوں کا مقصد جوڑوں کو کچھ ذمہ داریوں میں بھی پابند کرنا ہوتا ہے جن کا انہیں حیا رہتا ہے کہ آگے کی زندگی کس طریقے سے گزاریں کہ دین و دنیا کی بھلائی نصیب ہوسکے۔ عثمان پیرزادہ نے کہا کہ مجھے یہاں آ کر بے حد خوشی ہوئی ہے اس دور میں جب لوگوں کو روٹی، کپڑا، مکان جیسی بنیادی ضروریات فراہم نہیں ہورہیں اور پاکستانی عوام کا جینا محال ہورہا ہے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کا یہ بہت اچھا قدم ہے کہ ماں، باپ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری جو اس دورفتن میں بوجھ سمجھی جارہی ہے جس کا نبھانا محال ہوچکا ہے۔ فاؤنڈیشن اس بوجھ کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کررہی ہے۔ اللہ رب العزت ان کو دین و دنیا میں بلندیاں عطا فرمائے۔ اسی طرح اداکار حبیب نے بھی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس لائحہ عمل کو بہت سراہا۔

شادیوں کی اجتماعی تقریب میں ہر جوڑے کا الگ الگ نکاح منہاج القرآن کے مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری کے علاوہ ناظم علماء کونسل پنجاب علامہ میر محمد آصف اکبر نے پڑھایا۔ جبکہ مسیحی جوڑے کا نکاح ان کے پادری نے پڑھایا۔ اجتماعی نکاح کا خطبہ حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم خان ہزاری نے دیا اور دعا مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی نے کرائی جس کے بعد جملہ مہمانوں کے لئے وسیع پیمانے پر کھانے کا اہتمام کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

## خوشخبری

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ کے یوم پیدائش کے پرمسرت موقع پر ہم آپ کے لئے گھر بیٹھے آن لائن ''آئیں دین سیکھیں کورس'' کا اجراء 19 فروری سے کررہے ہیں جس میں قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھنا، علم فقہ، حدیث اور ترجمہ اور تفسیر بھی کروائی جائے گی۔ جس کے لئے اندرون اور بیرون ملک سے طلبہ اور طالبات کو جو قرآن اور اس کے متعلقات سے لگاؤ رکھتے ہیں، دعوت عام دی جاتی ہے کہ وہ اس کلاس میں ضرور داخلہ لیں۔

رابطہ نمبر: 0305-4547289، dr.nazia41@yahoo.com

Skype ID: faizrasoolqadri